ہم رشتے کیسے نبھائیں؟

- رشتے نبھانا کیوں اور کتنا ضروری؟
- 6 باتیں جن سے تعلقات اور رشتے داریاں خراب ہوتی ہیں
- صلہ رحمی اور رشتہ داری نبھانے کے 4 اہم طریقے
- رشتہ داروں کے برے رویوں پر انہیں کیسے ڈیل کریں؟ 7 طریقے
- رشتہ داریاں نبھانے کی سنتیں
- رشتہ داروں سے میل، ملاقات کے وقت 8 باتیں جن کا اہتمام کرنے سے وہ آپ کے گرویدہ ہو جائیں

مرتب

مفتی منیر احمد صاحب

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہم رشتے کیسے نبھائیں؟

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب
استاذ: جامعہ معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)
فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

{جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں}

◄ کتاب کا نام : ہم رشتے کیسے نبھائیں؟

◄ مرتب : مفتی منیر احمد صاحب

◄ واٹسپ نمبر :0331-2607204

(المنیر کے واٹسپ گروپ میں شامل ہونے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کریں)

◄ تاریخ طباعت :محرم الحرام 1445ھ اگست 2023ء

◄ ناشر : المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

◄ ای میل : admin@almuneer.pk

◄ ویب سائٹ : almuneer.pk

◄ فیس بک : AlMuneerOfficial

◄ یوٹیوب : Al Muneer Markaz

Taleem-O-Tarbiyat Foundation

(مختلف کورسز کی ریکارڈنگ یہاں سے سنی جاسکتی ہے)

ملنے کا پتا

مکتبہ المنیر

متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی

فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	تمہیدی باتیں	11
	باب 1: رشتے نبھانا کیوں اور کتنا ضروری؟	
2	فصل 1: صلہ رحمی اور قطع رحمی کا مطلب	15
3	فصل 2: رشتوں کی قدر کریں، ناقدری نہ کریں	16
4	❑ رشتوں کی قدر کیجئے رشتے ہی کام آتے ہیں، اور زندگی ہی میں کیجئے	16
5	❑ رشتوں کو مضبوط کریں، کمزور نہ کریں	19
6	❑ ناراضگیوں کو طول نہ دیں	20
7	❑ معمولی معمولی بات پر رشتے ختم نہ کریں	23
8	فصل 3: صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت	25
9	1) صلہ رحمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور توحید کے حکم کے ساتھ بیان کیا	25
10	2) صلہ رحمی کے حکم کو عدل وانصاف کے حکم کے ساتھ بیان کیا	26
11	3) صلہ رحمی کے حکم کو اللہ کے تقویٰ کے ساتھ بیان کیا ہے	26
12	4) اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کے ساتھ بیان فرمائی	26
13	5) صلہ رحمی نبی ﷺ کی تاکیدی اور آخری وصیت ہے	27
14	6) صلہ رحمی کا حکم پچھلی شریعتوں میں بھی تھا	27
15	7) صلہ رحمی اسلام کی اولین تعلیمات میں سے ہے	27
16	8) صلہ رحمی اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے	28
17	9) صلہ رحمی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے	28

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
18	10) صلہ رحمی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے	29
19	11) صلہ رحمی ایمان والوں کی صفت ہے	29
20	12) صلہ رحمی عقلمندوں کی صفت ہے	30
21	**فصل 4:** قطع رحمی، رشتہ داروں کے ساتھ برے سلوک کا وبال اور سنگینی	31
22	(1) قرآن کریم اور احادیث میں قطع رحمی کی سنگینی، وبال اور عذاب کو بیان کیا	31
23	(2) قطع رحمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین عمل ہے	31
24	(3) قطع رحمی نفاق کی، کم عقلی کی علامت ہے	31
25	(4) قطع رحمی، قطع تعلقی قیامت کی علامت ہے	32
26	(5) قطع رحمی/قطع تعلقی رشتوں کو توڑنا بے شمار دینی و دنیاوی پریشانیوں، مصیبتوں آفتوں کا سبب ہے	32
27	(6) قطع رحمی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محرومی، اللہ تعالیٰ کی لعنت پھٹکار کا سبب ہے	32
28	(7) قطع رحمی کرنے والوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے	33
29	(8) قطع رحمی کرنے والوں کو بد دعائیں ملتی ہیں	33
30	(9) قطع رحمی جہنم میں داخلہ کا سبب ہے	34
31	(10) قطع رحمی پر بہت جلد اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے	35
32	(11) قطع رحمی کرنے والوں کے لیے قدم قدم پر ناکامیاں ہیں	35
33	(12) قطع رحمی کرنے والے کی پوری قوم اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتی ہے	36
	باب 2: 6 باتیں جن سے تعلقات اور رشتے داریاں خراب ہوتی ہیں	
34	**پہلی بات:** صلہ رحمی کے فوائد و اہمیت اور قطع رحمی کی سنگینی، اس کے وبال و عذاب سے لاعلمی، ناواقفیت	38
35	**دوسری بات:** صلہ رحمی اور رشتہ داریاں نبھانے کے طریقوں سے ناواقفی	39

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
36	تیسری بات: ایک غلط فہمی کہ جو جیسا برتاؤ کرے اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے	40
37	(1) قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنے کی وصیت	41
38	(2) قطع رحمی کرنے والے سے، صلہ رحمی کرنے پر، اللہ کی مدد	41
39	(3) قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی، افضل اخلاق میں داخل	43
40	(4) ظالم رشتہ داروں سے اچھا سلوک بلا عذاب جنت میں لے جانے والا عمل ہے	44
41	(5) عداوت رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کی فضیلت	45
42	(6) مشرک قریبی رشتہ دار کے ساتھ بھی صلہ رحمی کا حکم	45
43	چوتھی بات: ایک دوسرے کے ساتھ ظلم و ناانصافی، حق تلفی کرنا	51
44	❑ ظلم، حق تلفی سے رشتہ داریاں کمزور ہوتی ہیں	51
45	● حق تلفی کی شکلیں	52
46	❑ ایک اہم سوال انسان ظلم کیوں کرتا ہے؟	52
47	● ظلم کے دو بڑے سبب	53
48	حب مال کے نتائج	56
49	❑ تکبر نہیں تواضع، خودغرضی نہیں خلوص	57
50	پانچویں بات: دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل، غصہ	66
51	❑ جذباتی رویئے، عدم برداشت رشتوں کا گلا گھونٹ دیتے ہیں	66
52	❑ دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل کی شکلیں	67
53	❑ ایک اہم سوال: انسان کا دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل کیوں ہوتا ہے؟	68
54	غصہ کیا کرتا ہے؟	69
55	❑ رشتہ داروں کے برے رویے اور اُن کی غلطیوں پر انہیں کیسے ڈیل کریں	70
56	پہلا کام: تحقیق کریں غلطی ہے بھی یا نہیں؟	70

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
57	(1) ہمیں یہی حکم ہے	73
58	(2) بلا تحقیق باتوں کی اشاعت کا نقصان	74
59	(3) حضور ﷺ کا مزاج تھا کہ آپ معاملہ کی تحقیق فرمایا کرتے تھے	75
60	(4) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بلا تحقیق جہالت/ بدگمانی/ شک کا الزام لگانے سے منع فرماتے تھے	77
61	دوسرا کام: تحقیق ایسے کریں	78
62	تیسرا کام: تنبیہ کرنی ہے یا نہیں؟ اس پر غور کریں	79
63	چوتھا کام: تنبیہ کیوں کرنی ہے؟ تنبیہ کرنے سے پہلے نیت کو ٹٹولے	79
64	پانچواں کام: کب تنبیہ کرنی ہے؟	79
65	چھٹا کام: کس طرح تنبیہ کرنی ہے؟ اسلوب تنبیہ کے لیے ان نوعیتوں پر غور کریں	80
66	1) غلطی کرنے والے کون ہیں؟	80
67	2) غلطی کیسی ہے؟	82
68	ساتواں کام: اسلوب تنبیہ (تنبیہ کیسے، کہاں، کتنے اور کس انداز سے کرنی ہے)	84
69	❑ مشترکہ غلطی میں تنبیہ کے اسلوب	87
70	چھٹی بات: گناہوں سے نہ بچنا گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ نہ کرنا	88
	باب 3: صلہ رحمی اور رشتہ داری نبھانے کے طریقے	
71	پہلا طریقہ: رشتہ داروں کے لیے اچھا سوچنا مثبت سوچنا منفی سوچ سے بچنا	97
72	دوسرا طریقہ: رشتہ داروں سے میل ملاقات، سلام دعا، رابطے، تعلقات رکھنا، اور ملاقات کے وقت اچھے انداز سے ملنا	100
73	● اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی بھی یہی تعلیمات ہیں	102
74	● عام مسلمانوں کی زیارت اور ملاقات کی بہت فضیلت ہے تو رشتہ داروں کی کتنی ہوگی؟	103

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
75	(1) آپس کی ملاقات اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے	103
76	(2) آپس کی ملاقات جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے	104
77	(3) آپس کی ملاقات میدان حشر میں نور کے ممبر، عرش کے سایہ کا ذریعہ ہے	106
78	● رشتہ داروں سے قطع تعلق کر دینا بہت بڑا گناہ ہے	107
79	(1) دنیاوی ناراضگی کی وجہ سے 3 دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا سخت گناہ ہے	107
80	(2) قطع تعلق کرنے والوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے، موقوف رہتے ہیں	108
81	(3) مغفرت کی راتوں میں بھی قطع تعلق کرنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی	109
82	● بعض مواقع میں تو رشتے باقی رکھنے کے لیے میل ملاقات بہت ضروری ہوتی ہے	110
83	(1) عیادت کے فضائل	110
84	(2) تعزیت کے فضائل	112
85	❑ رشتہ داروں سے کیسے ملاقات کرنی چاہیے؟	112
86	1. کسی اور کے لئے نہیں کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں اپنے لئے، اپنی آخرت کے لئے اپنے رویئے درست کر کے ملاقات کریں	113
87	2. رویہ اور چہرہ کے اچھے تاثرات	113
88	3. رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت اچھا بولنا	115
89	4. رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت اچھا سننا	117
90	5. رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت اچھا دیکھنا	117
91	6. جو رشتہ دار اچھے نہیں لگتے ان سے بھی اچھی طرح ملنا یہی سنت نبوی ہے	118
92	7. خط و کتابت، ٹیلیفون، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ صلہ رحمی رشتہ داری نبھانا	121
93	8. ملاقات و زیارت میں اعتدال ضروری ہے	121
94	تیسرا طریقہ: رشتہ دار کی دنیاوی ضرورت کے وقت تعاون، اعانت اور مدد کرنا	124

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
95	(1) رشتہ داروں پر خرچ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے	124
96	(2) قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا ان کا حق ہے	126
97	2/1. رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا حکم ہے	126
98	2/2. رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے فضائل	127
99	2/3. رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے کی وعید	132
100	2/4. نفقہ واجب ہونے کی شرائط	133
101	2/5. نفقہ میں کیا کیا داخل ہے؟	134
102	2/6. دو قسم کے رشتہ دار ہوں ایک وارث ایک غیر وارث	135
103	2/7. دو قسم کے رشتہ دار ہوں دونوں وارث ہوں	135
104	چوتھا طریقہ: رشتہ داروں کی اخروی ضرورت حاجت پورا کرنا	138
105	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی یہی مزاج تھا	139
106	(1) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر والوں کی دینی اعتبار سے فکر فرماتے تھے	139
107	(2) دیگر رشتہ داروں کی بھی دینی اعتبار سے فکر فرماتے	149
108	1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہتمام سے اپنے رشتہ داروں کو ایمان کی دعوت دیتے	149
109	2) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رشتہ داروں کے تعلق مع اللہ کی فکر فرماتے انہیں عبادات کی ترغیب دیتے	150
110	3) رشتہ داروں کو گناہوں سے بچانے کی فکر فرماتے	154
111	4) تعلق مع اللہ کے ساتھ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے، اچھے اخلاق، رفاہی کاموں پر حوصلہ افزائی فرماتے	154
112	**رشتہ داریاں نبھانے کی 12 سنتیں**	155

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہم رشتے کیسے نبھائیں؟

❑ تمہیدی باتیں
باب 1: رشتے نبھانا کیوں اور کتنا ضروری؟
باب 2: وہ 6 باتیں جن سے رشتے داریاں خراب ہوتی ہیں
باب 3: صلہ رحمی اور رشتہ داری نبھانے کے 4 اہم طریقے
❑ رشتہ داریاں نبھانے کی 12 سنتیں

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تمہیدی باتیں

- دنیا نام ہے تعلقات اور رشتے داریوں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مشیت سے پیدائش کا نظام ہی ایسا بنایا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا رشتوں کے بندھنوں میں بندھا چلا جاتا ہے جیسے ایک بچہ کے اس دنیا میں آتے ہی ایک تعلق اور رشتہ خالق و مخلوق کا پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ تعلق اور رشتہ ہوا اللہ تعالیٰ اور بندہ کا۔

اس کے ساتھ ہی اس دنیا میں نئے آنے والے مہمان کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ تعلقات اور رشتے قائم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلا رشتہ بیٹا بیٹی کا ہوتا ہے اسی طرح پوتا پوتی، نواسہ نواسی بہن بھائی بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی کا۔

پھر رشتوں اور تعلقات کا یہ سلسلہ وسیع ہوتا چلا جاتا ہے یہی بیٹا شوہر بنتا ہے باپ دادا نانا بنتا ہے، سسر بنتا ہے اور بیٹی بیوی بنتی ہے ماں بنتی ہے دادی نانی بنتی ہے ساس بنتی ہے۔

- تعلقات اور رشتے داریاں اللہ کی نعمتیں ہیں اور نعمت شکر ادا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور ان تعلقات اور رشتے داریوں کا شکر یہ ہے کہ ان کو نبھایا جائے، سنوارا جائے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۔ (فرقان:54)

اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کو نسبی اور سسرالی رشتے عطا کیے، اور تمہارا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- جب تعلقات سنورتے ہیں تو خوشیاں آتی ہیں جب تعلقات خراب ہوتے ہیں تو پریشانیاں آتی ہیں۔آج پریشانیوں کی بڑی وجہ تعلقات کی خرابی ہے جیسے گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے ایسے ہی نفرتوں کا بوجھ بھی ہوتا ہے نفرتوں کے بوجھ سے زندگی بوجھل ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جنت میں داخل کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ جنتیوں کے دلوں سے کدورتیں اور نفرتیں ختم کریں گے تاکہ جنت کا مزہ لے سکیں کیونکہ اگر دلوں میں نفرتیں ہوں تو خوشیوں کے اسباب سے بھی خوشیاں نہیں ملا کرتیں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَنَزَعْنَامَافِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (حجر :47)

ان کے سینوں میں جو کچھ رنجش ہوگی، اسے ہم نکال پھینکیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے اونچی نشستوں پر بیٹھے ہوں گے۔

- الغرض پورے دین کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کا تعلق اور رشتہ اللہ تعالیٰ سے بھی اچھا ہو اور اللہ کی مخلوق سے بھی اچھا ہو۔اور دنیا میں پرسکون زندگی کے لئے بھی تعلقات اور رشتے داریوں کا اچھا ہونا ناگزیر ہے۔

لیکن رشتے نبھانا کوئی آسان کام نہیں ,کئی بار اپنا دل دکھانا پڑتا ہے دوسروں کی خوشی کے لیے ,ظرف کا پیمانہ بلند کرنا پڑتا ہے ,خطائیں معاف کرنی پڑتی ہیں ,دل صاف کرنے پڑتے ہیں ,عاجزی وانکساری اور خلوص کے ملاپ سے ہی سامنے والے کو برابری کا مقام دیا جاتا ہے۔

زندگی گزر جاتی ہے اعتماد بنانے میں ,ذرا سا تکبر نہ صرف نظروں سے گرا دیتا ہے بلکہ اللہ کی نظر میں بھی ناپسندیدہ بنادیتا ہے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لوگوں کی بے اعتنائی ,غلط رویوں کا درد دل میں دفن کر کے ملنا پڑتا ہے تب کہیں جا کے رشتوں کی ڈوری مضبوط ہوتی ہے۔

لیکن یہ اعلیٰ ظرف لوگ ہی سمجھ پاتے ہیں ,عام انسان کے بس کی بات نہیں۔

لہٰذا دینی اور دنیوی دونوں اعتبار سے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم رشتے اور تعلقات کو نبھانا سیکھیں۔ ہمیں معلوم ہو کہ

وہ کونسی باتیں ہیں جن سے تعلقات اور رشتے خراب ہوتے ہیں، وہ کونسی باتیں ہیں جو تعلقات اور رشتے قائم رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

وہ کونسے طریقے ہیں جن سے رشتوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

وہ کونسے طریقے ہیں جن سے رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کا حکم الٰہی پورا کیا جاتا ہے۔

چنانچہ ''ہم رشتے کیسے نبھائیں؟'' اس کورس میں ہم یہ سب باتیں سیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں کو سمجھنے ،عمل کرنے اور آگے پھیلانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا سَامِعِينَ مُطِيْعِيْنَ وَ اَوْلِيَاءَ مُخْلِصِيْنَ وَرُفَقَآءَ مُصَاحِبِيْنَ ۔(الحزب الاعظم)

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ غِنَى الْاَهْلِ وَالْمَوْلٰى وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ يَّدْعُوَا عَلَيَّ رَحِمٌ قَطَعْتُهَا ۔(طبرانی)

باب 1:

رشتے نبھانا کیوں اور کتنا ضروری؟

فصل 1: صلہ رحمی اور قطع رحمی کا مطلب
فصل 2: رشتوں کی قدر کریں، ناقدری نہ کریں
فصل 3: صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت
فصل 4: قطع رحمی، رشتہ داروں کے ساتھ بُرے سلوک کا وبال اور سنگینی

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 1:

صلہ رحمی اور قطع رحمی کا مطلب

- صلہ رحمی میں دو لفظ ہیں؛ 1) صلہ 2) رحمی

صلہ کا معنی ہے جوڑنا ملانا۔

رحمی رحم سے ماخوذ ہے۔رحم بچہ دانی کو کہتے ہیں، جہاں بچہ کی نشونما ہوتی ہے۔مراد اس سے رشتہ داری اور قرابت داری ہے کیونکہ رشتہ داری رحم کے واسطے ہی سے وجود میں آتی ہے۔

اب صلہ رحمی کا مطلب ہوا کہ رشتہ داری کو جوڑنا، ملانا، رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا ان کے ساتھ اچھے رویے اختیار کرنا۔

- قطع رحمی میں بھی دو لفظ ہیں؛ 1) قطع 2) رحمی

قطع کا مطلب کاٹنا، توڑنا اور چھوڑنا ہے۔

یعنی صلہ رحمی کے خلاف قطع رحمی کا مطلب ہے رشتہ داری کو توڑنا کاٹنا، رشتے داروں کے ساتھ برا سلوک، برا رویہ اختیار کرنا۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ارحام، فقرہ:1)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 2:

رشتوں کی قدر کریں، نا قدری نہ کریں

- رشتوں کی قدر کیجیے رشتے ہی کام آتے ہیں، اور زندگی ہی میں کیجیے
- رشتوں کو مضبوط کریں، کمزور نہ کریں
- ناراضگیوں کو طول نہ دیں
- معمولی معمولی بات پر رشتے ختم نہ کریں

رشتوں کی قدر کیجیے، رشتے ہی کام آتے ہیں، زندگی ہی میں کیجیے

(1) خونی رشتے وٹامنز ہیں جن کے بغیر جوانی تو گزر جاتی ہے لیکن بڑھاپا نہیں گزرتا۔

(2) 3000 ہزار فیس بک فرینڈز، 20 واٹس ایپ گروپ کا ایڈمن، 10 ہزار ٹویٹر فالوورز لیکن جب ہارٹ اٹیک ہوا تو دیکھا آئی سی یو کے باہر صرف والدین، بہن بھائی، بیوی بچے کھڑے ہیں۔ اس لیے اس بناوٹی دنیا سے باہر نکلیے۔ اپنے اہل خانہ، اعزہ و اقارب کو وقت دیجیے کہ یہی مشکل گھڑی میں آپ کے کام آئیں گے۔

(3) رشتے درختوں کے مانند ہوتے ہیں، بعض اوقات ہم اپنی ضرورتوں کے خاطر انہیں کاٹتے چلے جاتے ہیں اور آخر کار خود کو گھنے سائے سے محروم کر دیتے ہیں۔ رشتوں کی حفاظت کریں چاہے وہ خون کے ہوں یا احساس کے۔

(4) پچھتائیں گے ایک روز کڑی دھوپ پڑی تو جو لوگ محبت کے شجر کاٹ رہے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) صرف تصویر میں نہیں تکلیف میں رشتہ داروں کے ساتھ کھڑے ہوں۔

(5) توڑنا نہیں، جوڑنا سیکھیئے کیونکہ توڑنے والوں کی حویلیاں ویران اور جوڑنے والوں کی قبریں بھی آباد رہتی ہیں۔

(6) رشتوں کی قدر کیجیے پھر تصویریں کسی کی کمی کو پورا نہیں کرسکتیں۔

(7) ہر رشتے کی قدر کیجئے اور خوب کیجئے ایک ایک کر کے سب نے چلے جانا ہے۔ پیچھے بس حسرتیں اور یادیں رہ جاتی ہیں۔

(8) رشتہ داروں سے لاکھ رنجشیں سہی مگر یہ حقیقت ہے کہ میت کو غسل دینے، کاندھا دینے اور قبر میں دفنانے کے لیے وہی آتے ہیں۔ ہم اپنے رشتہ داروں سے کسی بات پر خفا ہو جائیں تو ملنا ترک کر دیتے ہیں سوچتے ہیں کہ حالات معمول پر آئیں گے تو ملیں گے اسی میں دنیا سے چلے جاتے ہیں، پھر وہ اچھے وہ وقت یاد آتے ہیں، دوسرے کی اچھی باتیں یاد آتی ہیں۔ زندہ لوگوں کی وقت پر قدر کرنے کی ہم کو توفیق دے۔

(9) ایک مرنے والے انسان کو نہیں معلوم کہ آپ نے اس کے لیے کتنے آنسو بہائے لیکن ایک زندہ انسان کو مرتے دم تک یاد رہے گا کہ تمہاری وجہ سے اس کے کتنے آنسو بہے۔ جو بھی رشتے پاس ہیں خدارا ان کی قدر کیجئے۔

(10) انسان بڑی عجیب فطرت کا مالک ہے یہ مرے ہوئے کو روتا ہے اور زندہ کو رلاتا ہے۔

(11) ہم اپنے رشتے داروں سے کسی بات پر خفا ہو جائیں تو ملنا ترک کر دیتے ہیں، سوچتے ہیں کہ حالات معمول پر آئیں گے تو ملیں گے۔ اسی میں وہ دنیا سے چلے جاتے ہیں، پھر حسرتیں باقی رہ جاتی ہیں لہٰذا زندوں کی وقت پر قدر کریں۔ کسی عزیز کے بچھڑنے پر چند تعزیتی الفاظ سے رشتوں کے سارے تقاضے پورے کر کے ہم سرخ رو ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(12) فقیر مالدار آدمی سے: اگر مجھے تمہارے گھر میں موت آجائے تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کروگے؟

مالدار: تمہیں کفن دے کر دفنا دوں گا۔

فقیر: ابھی میں زندہ ہوں، مجھے پہننے کے لئے کپڑے دے دو اور جب مر جاؤں تو بغیر کفن کے مجھے دفنا دینا۔

یہ ہم لوگوں میں سے بہت سے افراد کی داستان ہے کہ جب تک زندہ ہیں ایک دوسرے کی قدر نہیں کرتے لیکن مرنے کے بعد ایک دوسرے کے لیے آگے بڑھ چڑھ کر نیکیاں کرنے لگتے ہیں۔

(13) ساری عمر کوئی جینے کی وجہ نہیں پوچھتا لیکن مرنے والے دن سب پوچھتے ہیں کہ کیسے مرا۔

(14) ہم قبرستان میں چلتے ہوئے بڑی احتیاط سے پاؤں رکھتے ہیں کہ قبر کی بے احترامی اور بے ادبی نہ ہو جائے مگر زندگی کی دوڑ میں رشتوں کو پاؤں تلے روند ڈالتے ہیں۔

(15) کھو دینے کے بعد خیال آتا ہے کتنا قیمتی تھا وہ وقت، انسان، رشتہ۔

(16) کوئی ایک ہی رشتہ ہوتا ہے ہماری زندگی میں جس کے لیے ہم شدت پسند اور جذباتی ہوتے ہیں پھر جب وہ رشتہ ہماری زندگی سے چلا جاتا ہے تو جاتے جاتے ہمیں بھی یکسر بدل جاتا ہے۔

(17) رشتے تو ہمیں اُسی روز مل جاتے ہیں جس دن وہ اس دنیا میں آتے ہیں۔ لیکن ان رشتوں کو محبت تب ملتی ہے جس دن وہ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

رشتوں کو مضبوط کریں، کمزور نہ کریں

(1) اینٹ کا اینٹ سے ربط ختم ہو جائے تو دیواریں اپنے ہی بوجھ سے گرنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اپنے رشتوں کے ساتھ ہمیشہ مضبوط تعلق رکھیں، تاکہ ان کو کوئی گرا نہ سکے۔

(2) اپنے بچوں کو دن رات، امیر ہونے کے خواب مت دکھائیں، انہیں سکھائیں کہ خوش کیسے رہا جا سکتا ہے، اور کیسے رکھا جا سکتا ہے۔۔۔ چیزوں اور رشتوں کی اہمیت سمجھ سکیں، نہ کہ، ہر چیز اور رشتے کو دولت کے پلڑے میں تولیں۔

(3) رشتے ایسے بنائیں اور انہیں ایسے مضبوط کریں، کہ لوگ جڑیں کاٹ بھی دیں تو یہ گرنے نہ دیں۔

(4) زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب انسان ہر رشتے کی حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے، تب کچھ لوگ تو دلوں میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور کچھ لوگ ہمیشہ کے لیے دل سے اتر جاتے ہیں۔ لہٰذا دلوں میں جگہ بنائیں کمانے کی چیزوں میں بڑی چیز یہی ہے۔

(5) رشتہ ایسا ہو جس پر ناز ہو، کل جتنا بھروسہ تھا، اتنا ہی آج ہو، رشتہ صرف وہ نہیں جو غم یا خوشی میں ساتھ دے، رشتہ وہ ہے جو اپنے پن کا احساس دے۔

(6) رشتے کمزور ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم انہیں نبھاتے کم اور آزماتے زیادہ ہیں۔

(7) اپنی اناؤں کے سبب رشتے تعلق خراب اور کمزور مت کیجئے، وقت گزر جاتا ہے لیکن پچھتاوے باقی رہ جاتے ہیں۔

(8) معافی مانگنا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ آپ غلط اور دوسرا صحیح ہے، بلکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آپ کے رشتے کی اہمیت آپ کی انا سے بڑھ کر ہے۔

(9) مضبوط ترین ہوتے ہیں وہ رشتے جہاں عیب گنے نہیں چھپائے جاتے ہیں۔

(10) رشتوں کو مظبوط رکھنے کے دو راز ہیں۔ جب آپ غلط ہوں تو اپنی غلطی تسلیم کریں جب آپ صحیح ہو تو صرف خاموشی اختیار کریں۔

(11) رشتوں کو اگر نبھانا ہے تو ان کی غلطیوں کو ریت پر لکھو تا کہ وقت اسے مٹا سکے اور ان کی محبت کو پتھر پہ لکھو تا کہ کوئی اسے مٹا نہ سکے۔

(12) غلطی نہ ہونے پر بھی کوئی آپ سے معافی مانگ لیتا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ آپ سے زندگی بھر کا رشتہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔

(13) اگر رشتوں کو بچانا چاہتے ہو تو اپنی غلطیوں کو سُدھارنا سیکھو۔

(14) ذرا سی بات پر سگے رشتوں کو سوتیلا مت بنائیں کہ کسی کی ساری عمر آپ کی خیر خواہی میں گزر جائے بس ذرا سی غلطی یا بدگمانی کی وجہ سے آپ اس کی ساری اچھائیاں اس کے منہ پر مار دیں۔

(15) صرف ایک بہانے کی تلاش میں ہوتا ہے نبھانے والا بھی اور جانے والا بھی۔
صرف ایک غلطی کی دیر ہوتی ہے لوگ بھول جاتے ہیں کہ آپ کتنے شاندار انسان تھے۔

(16) ایک طرف نفرت ہے جو چند لمحوں میں محسوس کر لی جاتی ہے دوسری طرف محبت ہے جس کا یقین دلانے میں زندگیاں گزر جاتی ہیں۔

(17) رشتوں کو وعدوں اور قسموں کی ضرورت نہیں ہوتی چھوڑنے والے قسمیں کھا کر چھوڑ دیتے ہیں اور نبھانے والے بغیر وعدوں کے رشتے نبھا دیتے ہیں۔

(18) غصے میں کبھی بھی اپنی جگہ نہ چھوڑیں کیونکہ کوئی آپ کی کمی پوری کر دیتا ہے اور واپسی پر پہلے والی اہمیت نہیں رہتی، پھر چاہیے وہ کسی کا مکان ہو مقام ہو یا دل ہو۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(19) چھوٹی چھوٹی باتیں دل میں رکھنے سے، بڑے بڑے رشتے کمزور ہو جاتے ہیں۔

(20) ڈیلیٹ جتنا تیزی سے ہوتا ہے اتنی تیزی سے ڈاؤن لوڈ نہیں ہوتا کیوں کہ وقت بنانے میں لگتا ہے، بگاڑنے میں نہیں۔ پھر چاہے وہ ایک ایپلیکیشن ہو یا رشتے۔

(21) کسی بھی رشتے کو نبھانے کے لیے قسموں اور وعدوں کی ضرورت نہیں ہوتی، بس اسے نبھانے کے لیے دو خوبصورت لوگ چاہئیں ایک بھروسہ کر سکے اور دوسرا اسے سمجھ سکے۔

(22) اعتبار ایسا نازک آئینہ ہے جس پر اگر ایک مرتبہ دراڑ آ جائے تو وہ پہلے کی طرح کبھی نہیں ہو سکتا۔

(23) لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام اس طرح بنا لو کہ مر جاؤ تو تمہارے لیے دعا کریں اور زندہ رہو تو تم سے ملنا پسند کریں۔

(24) رشتوں میں بھروسہ اور موبائل میں نیٹ ورک نا ہو تو لوگ گیم کھیلنے لگتے ہیں۔

(25) فاصلوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر رشتوں کی جڑیں مضبوط ہوں۔

(26) اپنے دوست اور رشتہ دار کے گھر جانے والی پگڈنڈی پر کبھی گھاس مت اگنے دو ورنہ اگلی نسل آنے جانے کا راستہ بھول جائے گی۔

(27) دوبارہ گرم کی گئی چائے اور دوبارہ کیے گئے سمجھوتے دونوں میں پہلی جیسی مٹھاس اور ذائقہ نہیں رہتا۔

(28) چابی سے کھلا تالا بار بار کام آتا ہے اور ہتھوڑی سے کھلا تالا دوبارہ کام نہیں آتا۔ رشتوں کے تالے غصے کے ہتھوڑے سے نہیں محبت کی چابی سے کھولیں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ رشتوں کی ناقدری نہ کریں ناراضگیوں کو طول نہ دیں

(1) بچپن میں بہن بھائی دن میں پانچ بار ناراض ہوتے اور راضی ہو جاتے تھے۔ بڑے ہو کر ایک بار ناراض ہو جائیں پھر جنازوں ہی پر ملتے ہیں۔

(2) اگر آپ غلط ٹرین میں بیٹھ گیے تو فوراً ہی اگلے اسٹیشن پر اتر جائیں کیونکہ سفر جتنا لمبا ہوگا واپسی اتنی ہی مشکل ہو جائے گی۔ لہٰذا غلطی ماننے اور سدھارنے، اور دوسروں کی غلطیاں معاف کرنے میں دیر مت کیجئے۔

(3) معافی تلافی کرنے میں کبھی یہ خیال نہ کرو کہ اب بہت دیر ہو گئی ہے۔

(4) معافی، شکریہ اور اظہار محبت، ان تین چیزوں کی خون کے رشتوں میں کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف رویہ درست کرنا ہوتا ہے اور سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔

(5) زندگی بہت مختصر ہے سمجھ آتے آتے گزر جاتی ہے، دل میں کوئی بات نہ رکھیں نہ جھگڑے طول ہونے دیں معاف کر دیں کیونکہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

(6) دنیا میں بہترین رشتہ وہی ہے جہاں ناراضگی کے بعد ایک معمولی سی مسکراہٹ سے زندگی دوبارہ پہلے جیسی ہو جائے۔

(7) رشتوں کو بس اس طرح بچا لیا کرو کبھی مان جایا کرو کبھی منا لیا کرو۔

(8) کبھی منا لیا کبھی مان گیے زندگی میں یہی بات ہے جو رشتوں کو جوڑے رکھتی ہے ضد اور انا اچھی نہیں ہوتی رشتوں سے چاہت ختم کر دیتی ہیں۔

(9) اتنی تاخیر نا کریں پلٹنے میں کہ چابیاں بے اثر ہو جائیں تالوں میں

❑ رشتوں کی ناقدری نہ کریں، معمولی بات پر رشتے ختم نہ کریں

(1) مٹی جمع ہوئی تو اینٹ بنی، اینٹ سے اینٹ جڑی تو دیوار بنی دیوار سے دیوار جڑی تو گھر بنا۔ یہ بے جان چیزیں ہیں جب یہ ایک ہو سکتے ہیں تو ہم انسان کیوں نہیں؟

(2) سینکڑوں کٹے ہوئے درخت ایک جڑ والے درخت کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ اپنی بنیادوں سے جڑے رہیں اسی میں آپ کی بقا ہے۔

(3) کوشش کریں جس چیز کے لیے آپ خود ترس رہے ہیں کوئی دوسرا آپ کی وجہ سے نہ ترسے پھر چاہے وہ رشتے ہوں خوشیاں ہوں یا سکون ہو۔

(4) مخلص رشتے اور دوست اللہ کی نعمت ہوتے ہیں انہیں کبھی ضائع مت ہونے دیں، چاہیے کتنی ہی مجبوری ہو کیونکہ مجبوریاں تو ختم ہو جائیں گی مگر دوست اور رشتے دوبارہ نہیں ملیں گے۔

(5) رشتے موتیوں جیسے قیمتی ہوتے ہیں، کھو جائیں تو ڈھونڈ لینا چاہیے اور گر جائیں تو اٹھا لینا چاہیے۔

(6) جب ناخن بڑھ جاتے ہیں تو ناخن ہی کاٹے جاتے ہیں انگلیاں نہیں، بالکل اسی طرح جب کسی رشتے میں غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں تو غلط فہمیاں ختم کرنی چاہیں رشتے نہیں۔

(7) غلطی زندگی کا ایک ورق ہے لیکن رشتہ پوری کتاب ہے اس لیے کبھی بھی پوری کتاب کو صرف ایک ورق کی وجہ سے ضائع نہ کریں۔

(8) دنیا کا سب سے بڑا وزنی کاغذ طلاق کا ہے جس کا وزن عورت ہی نہیں پورا خاندان اٹھاتا ہے، رشتے نبھانا سیکھیں، محبتیں بڑھانا سیکھیں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(9) سمجھوتا کرنا سیکھیں۔ کیونکہ تھوڑا سا جھک جانا کسی رشتے کو ہمیشہ کے لیے توڑ دینے سے بہت بہتر ہے۔

(10) رشتوں کو نبھانے کے لیے درگزر سے کام لینا چاہیے اور ان کو برقرار رکھنے کے لیے جھکنا بھی پڑے تو گریز نہیں کرنا چاہیے۔

(11) پھل دار شاخ ہی جھکتی ہے، اگر کسی میں جھکنے کی اور کسی کو منانے میں پہل کرنے کی اہلیت ہے تو وہ سمجھے کہ اس پر خدا کا خاص کرم ہے جس میں کوئی کمی ہوتی ہے وہ اکڑتا ہے، زندگی میں نرمی اختیار کرنی چاہیے مرنے کے بعد تو پھر اکڑنا ہی ہے۔

(12) زندگی کے ہر موڑ پر صلح کرنا سیکھو کیونکہ جھکتا وہی ہے جس میں جان ہوتی ہے اکڑ نا مردے کی پہچان ہوتی ہے۔

(13) کبھی کبھار حق پر ہونے کے باوجود خاموش رہنا پڑتا ہے اس لیے نہیں کہ ہم ڈرتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ہمیں رشتے اپنے حق سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں۔

(14) رشتوں کو بچانے کے لیے خود ایک قدم پیچھے ہٹ جانا بزدلی نہیں اعلیٰ اخلاق ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل 3:

صلہ رحمی کی اہمیت وفضیلت

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(1) صلہ رحمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور توحید کے حکم کے ساتھ بیان کیا، صلہ رحمی ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ترین عمل ہے

- قرآن مجید میں ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى ۔(النساء:36)

اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں کے ساتھ بھی (اچھا برتاؤ رکھو)۔

- ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ ۔ ۔۔۔۔۔وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ ۔(بنی اسرائیل:23-26)

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔۔۔۔۔۔۔اور رشتہ دار کو اس کا حق دو،۔

- قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پھر کون سا عمل محبوب ہے؟ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ثُمَّ صِلَةُ الرَّحِمِ) پھر (رشتہ داروں سے) صلہ رحمی کرنا۔
(صحیح الترغیب، رقم: 2522)

(2) صلہ رحمی کے حکم کو عدل وانصاف کے حکم کے ساتھ بیان کیا

قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی۔
(النحل: 90)

بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے۔

(3) صلہ رحمی کے حکم کو اللہ سے ڈرنے کے حکم کے ساتھ بیان کیا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (اتَّقُوا اللهَ، وَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ) اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو۔ (شعب الایمان للبیہقی، رقم: 79507)

(4) اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی اور رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کے ساتھ بیان فرمائی

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ۔ (البقرہ: 215)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی خوشنودی کے لیے) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ داروں کے لیے ہونا چاہیے۔

(5) صلہ رحمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاکیدی اور آخری وصیت ہے

- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھلائی کی کچھ باتوں کی تقلین کی تھی، آپ نے مجھے یہ بھی تلقین کی تھی: (أَنْ أَصِلَ رَحِمِي

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

وَإِنْ أَدْبَرَتْ) میں صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ مجھ سے منہ موڑے۔

(صحیح ابن حبان، رقم:449، المعجم الکبیر، رقم:1648)

- حضرت انس رضی اللہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض (وفات) کے دوران فرمایا: (أَرْحَامَكُمْ أَرْحَامَكُمْ) اپنے رشتے داروں (کے حقوق کا خیال رکھنا) اپنے رشتے داروں (کے حقوق کا خیال رکھنا)۔ (صحیح ابن حبان، رقم:436)
- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا (فحثَّ على صِلَةِ الرَّحِمِ) لوگوں کو صلہ رحمی کرنے پر اُبھارا۔ (المعجم الأوسط، رقم:4760)

(6) صلہ رحمی کا حکم پچھلی شریعتوں میں بھی تھا

- قرآن کریم میں ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى۔ (البقرہ:83)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا تھا کہ: تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے، اور والدین سے اچھا سلوک کرو گے، اور رشتہ داروں سے بھی۔

(7) صلہ رحمی اسلام کی اوّلین تعلیمات میں سے ہے

- جب نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق پوچھا تو جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے یہ بھی فرمایا تھا: (وَيَأْمُرُنَا بِالصِّلَةِ) ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (بخاری، رقم:7)
- حضرت عمرو بن عبسہ فرماتے ہیں میں زمانہ جاہلیت میں بھی بت پرستی کو غلط سمجھتا تھا پھر میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص توحید کی دعوت دے رہا ہے تو میں سفر کر کے مکہ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: اللہ نے آپ کو

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کیا پیغام اور دعوت دے کر مبعوث کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: (وَصِلَةِ الرَّحِم) صلہ رحمی کی جائے۔ (مسند احمد، رقم: 17019)

(8) صلہ رحمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے

- حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُ النَّاسِ) لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ (صحیح مسلم، رقم: 1072)
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریبی رشتے داروں سے فرمایا: (غَيْرَ أَنَّ لكم رَحِمًا سأَبُلُّها ببَلالِها) البتہ تم لوگوں کے ساتھ رشتہ ہے، اسے میں اسی طرح جوڑتا رہوں گا جس طرح جوڑنا چاہیے۔ (مسلم، رقم: 204)
- پہلی وحی کے نزول کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن صفات کی وجہ سے تسلی دی ان میں نمایاں ایک صفت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صلہ رحمی کرنا تھا۔ الفاظ حدیث یوں ہیں؛ (كَلَّا واللهِ ما يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ) ہرگز نہیں، اللہ کی قسم آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں آپ تو کنبہ پرور ہیں۔

(بخاری، رقم: 03)

(9) صلہ رحمی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

چنانچہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے:

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا۔ (مریم: 32)

اور مجھے اپنی والدہ کا فرمان بردار بنایا ہے، اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(10) صلہ رحمی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے

1- جب کفار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت پر مجبور کر دیا اور وہ ہجرت کا سفر کرنے لگے تو راستے میں ابن دغنہ ملا اور اس نے کہا: آپ جیسا انسان (اپنے وطن سے) نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے، اس لیے کہ (فإنَّكَ ۔۔تَصِلُ الرَّحِمَ) آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔ (بخاری، رقم: 2297)

2- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر کھڑے ہو کر ان سے متعلق فرمایا: (رحمك الله إنْ كُنتَ ما عَلِمتُ لَوصولًا لِلرَّحِمِ، فَعولًا للخيرات) اللہ تجھ پر رحم فرمائے تم صلہ رحمی کرنے والے ہو نیکیاں کرنے والے ہو۔

(مستدرک حاکم، رقم 4894)

3- جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا تو وہاں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر ہوا۔ آپ نے ان کو دیکھ کر تین بار فرمایا: السلام علیك یا ابا خبیب۔ پھر آپ نے تین بار فرمایا میں نے تمہیں اس بات سے منع کیا تھا اس کے بعد فرمایا تم تو بہت روزے رکھنے والے اور شب بیداری کرنے والے تھے اور بہت زیادہ صلہ رحمی کرتے تھے۔ (مسلم، رقم: 2545)

(11) صلہ رحمی ایمان والوں کی صفت ہے

حدیث میں ہے آتا ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ (فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ) وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری، رقم: 6138، مسلم، رقم: 48)

(12) صلہ رحمی عقلمندوں کی صفت ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ، ۔۔۔۔ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ

(الرعد: 19-21)

حقیقت یہ ہے کہ نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل و ہوش رکھتے ہوں۔۔۔۔۔اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، یہ لوگ انھیں جوڑے رکھتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کے برے انجام سے خوف کھاتے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فصل: 4

قطع رحمی، رشتہ داروں کے ساتھ برے سلوک کا وبال اور سنگینی

(1) قرآن کریم کی بہت سی آیتوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی حدیثوں میں قطع رحمی کی سنگینی اور اس کے وبال اور عذاب کو بیان کیا گیا ہے۔

(2) قطع رحمی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین عمل ہے۔

قبیلہ خثعم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پھر کون سا عمل ناپسند ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (**ثُمَّ قَطِيعَةُ الرَّحِمِ**) پھر (رشتہ داروں سے) قطع رحمی کرنا۔ (مجمع الزوائد، رقم: 13454)

اس حدیث سے قطع رحمی کا اللہ تعالیٰ کو ناپسند و مبغوض ہونا اور ناپسندیدگی میں شرک کے بعد اس کا درجہ ہونا معلوم ہوا۔

(3) قطع رحمی نفاق کی، کم عقلی کی علامت ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۔ (محمد: 22-23)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انھیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔ پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ، اور اپنے خونی رشتے کاٹ ڈالو۔

اس آیت میں قطع رحمی رشتہ داروں سے قطع تعلقی کو منافقوں کا عمل بتایا گیا، اور یہ بتایا کہ ایسا کرنے والوں کے اندر سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

(رشتہ داروں سے متعلق فضائل واحکام: 151؛ مفتی محمد رضوان، ادارہ غفران)

(4) قطع رحمی، قطع تعلقی قیامت کی علامت ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ..... قَطِيْعَةُ الْأَرْحَامِ) قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ---- (رشتہ داروں سے) قطع رحمی عام نہ ہو جائے۔ (معجم الکبیر، رقم: 14507)

(5) قطع رحمی/ قطع تعلقی رشتوں کو توڑنا بے شمار دینی و دنیاوی پریشانیوں، مصیبتوں آفتوں کا سبب ہے۔

(6) قطع رحمی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محرومی، اللہ تعالیٰ کی لعنت پھٹکار کا سبب ہے

- قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۔(رعد:25)

اور جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، انھیں کاٹ ڈالتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے حصے میں لعنت آتی ہے، اور اصلی وطن میں برا انجام انہی کا ہے۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم نے عرض کیا:(هَذَا مَقَامُ العَائِذِ بِكَ مِنَ القَطِيعَةِ) یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ) ہاں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ لوں گا جو تم سے اپنے آپ کو توڑ لے؟ رحم نے کہا: کیوں نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس یہ تجھ کو دیا۔(بخاری، رقم:5987)

(7) قطع رحمی کرنے والوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی آدم کے اعمال ہر جمعہ کی رات میں (اللہ تعالیٰ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں، (فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ) قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔(مسند احمد، رقم:10270)

(8) قطع رحمی کرنے والوں کو بددعائیں ملتی ہیں

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رحم (یعنی رشتہ داری) عرش کے ساتھ معلق (یعنی لٹکا ہوا) ہے، جو یہ کہتا ہے:(مَنْ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللهُ) جس نے مجھے جوڑا، اللہ اسے (اپنی رحمت وجنت کے ساتھ جوڑے، اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ اسے (اپنی رحمت وجنت سے) کاٹے۔ (مسلم، رقم:2555)

- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رحم، رحمن عزوجل کی شاخ ہے، وہ قیامت کے دن آئے گا، اور یہ کہے گا: (يَا رَبِّ قُطِعْتُ، يَا رَبِّ ظُلِمْتُ، يَا رَبِّ أُسِيءَ إِلَيَّ) اے میرے رب! مجھے کاٹا گیا تھا، اے میرے رب! مجھ پر ظلم کیا گیا تھا، اے میرے رب! میرے ساتھ برا سلوک کیا گیا تھا۔ (مسند احمد، رقم:7931)

مطلب یہ ہے کہ جس نے رشتہ داروں سے قطع رحمی کی ہوگی یا ان کے ساتھ ظلم کیا ہوگا یا برا سلوک کیا ہوگا، تو قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں رحم اس کی شکایت کرے گا۔

(9) قطع رحمی جہنم میں داخلہ کا سبب ہے

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ) جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم، رقم:2556)
- قرآن کریم میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۔ (رعد:25)

اور (دوسری طرف) جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد توڑتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، انھیں کاٹ ڈالتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے حصے میں لعنت آتی ہے، اور اصلی وطن میں برا انجام انہی کا ہے۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(10) قطع رحمی پر بہت جلد اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے

- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ) ظلم اور قطع رحمی کے مقابلہ میں کوئی اور گناہ اس بات کا زیادہ حقدار نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی کرنے والے کو دنیا میں ہی جلد سزا عطا فرمائے، اور آخرت میں اس کے لیے سزا باقی رہے۔ (ابوداود، رقم: 4902)
- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ: میری امت میں سے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو (یعنی گانے بجانے کے مشغلہ) پر رات گزاریں گے، پھر صبح ہونے پر مسخ کر کے خنزیر بنا دیے جائیں گے، اور کچھ قبیلوں اور گھرانوں کو ان کے گھروں سمیت زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جب لوگ صبح کریں گے، تو کہیں گے کہ رات کو فلاں قبیلہ کو، فلاں گھرانے کو، زمین میں دھنسا دیا گیا اور ان پر کنکریاں اور پتھر پھینکے جائیں گے، جیسا کہ قومِ لوط پر پھینکے گئے اور ان پر تیز و تند طوفان بھیجا جائے گا جو ان کو تہس نہس کر دے گا جس طرح پہلے لوگوں کو تہس نہس کیا گیا تھا، ان کے شراب پینے کی وجہ سے اور سود کھانے کی وجہ سے اور ریشم پہننے کی وجہ سے اور گانے والی (عورتیں اور چیزیں) اختیار کرنے کی وجہ سے، (وَقَطِيعَتِهِمُ الرَّحِمَ) اور ان کے قطع رحمی کرنے کی وجہ سے۔ (مستدرک حاکم، رقم: 8572)

(11) قطع رحمی کرنے والوں کے لیے قدم قدم پر ناکامیاں ہیں

قرآن کریم میں ہے:

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ
اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

الْخٰسِرُوْنَ۔ (بقرۃ:27)

وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں ایسے ہی لوگ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔

جس چیز کو جوڑنے کا حکم ہے اس میں صلہ رحمی بھی داخل ہے اور اس کو قطع کرنے میں قطع رحمی بھی داخل ہے، ایسے لوگوں کو جو قطع رحمی کرنے والے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ نے نقصان اٹھانے والا قرار دیا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

(12) قطع رحمی کرنے والے کی پوری قوم اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتی ہے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: (لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ) اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی، رقم 7590)

جس طرح صلہ رحمی سے اللہ پاک کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح قطع رحمی کی وجہ سے اللہ پاک جل شانہ اپنی رحمت روک لیتے ہیں اور یہی نہیں کہ صرف قطع رحمی کرنے والے سے بلکہ پوری قوم سے رحمت روک لی جاتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص قطع رحمی کرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کو صلہ رحمی پر آمادہ نہیں کرتے بلکہ خود بھی اس کے جواب میں قطع رحمی کا برتاؤ کرنے لگتے ہیں۔ (تحفہ خواتین: 426)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

باب 2:

6 باتیں جن سے رشتے داریاں خراب ہوتی ہیں

پہلی بات: صلہ رحمی کے فوائد واہمیت اور قطع رحمی کی سنگینی، اس کے وبال وعذاب سے لاعلمی، ناواقفیت

دوسری بات: صلہ رحمی اور رشتہ داریاں نبھانے کے طریقوں سے ناواقفی یا ان کے برتاؤ میں غفلت

تیسری بات: ایک غلط فہمی کہ جو جیسا برتاؤ کرے اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے

چوتھی بات: ایک دوسرے کے ساتھ ظلم ونا انصافی، حق تلفی، انا تکبر، خود غرضی، مفاد پرستی

پانچویں بات: دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل، غصہ

چھٹی بات: گناہوں سے نہ بچنا، گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ نہ کرنا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پہلی بات: صلہ رحمی کے فوائد واہمیت اور قطع رحمی کی سنگینی، اس کے وبال وعذاب سے لاعلمی، ناواقفیت

شریعت نے صلہ رحمی رشتوں کو نبھانے کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے اور اس کے بہت فضائل اور فوائد بیان کیے ہیں، اور قطع رحمی، قطع تعلقی سے منع کیا ہے اور اس کی بہت سخت وعیدیں اور نقصانات بیان کیے ہیں۔

لیکن جو لوگ شریعت کی ان سنہری تعلیمات سے لاعلم اور بے خبر ہوتے ہیں ان کے ہاں نہ صلہ رحمی، نبوی اخلاق، تواضع، ایثار کی کوئی اہمیت ہوتی ہے نہ انہیں رشتوں اور تعلقات کا کوئی احساس ہوتا ہے، ان کے یہاں ذاتی مفاد، مال جائیداد دنیاوی ساز و سامان کی اہمیت خونی رشتوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

لہٰذا جب رشتہ داروں سے مال، جائیداد وغیرہ کا جھگڑا کھڑا ہو جائے تو وہ معمولی پیسوں کے خاطر رشتوں کو گنوا دیتے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

دوسری بات: صلہ رحمی اور رشتہ داریاں نبھانے کے طریقوں سے ناواقفی

بعض لوگوں کو صلہ رحمی، رشتہ داری سے متعلق شریعت کی تعلیمات کا علم تو ہوتا ہے لیکن اس کا صحیح طریقہ کیا ہے یہ نہیں معلوم ہوتا، جس کی وجہ سے بعض مرتبہ وہ اپنے گمان کے مطابق رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر رہے ہوتے ہیں لیکن طریقہ کار درست نہ ہونے کی وجہ سے رشتہ اور تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا صلہ رحمی رشتہ داری کے نبھانے کے صحیح طریقے جو شریعت نے بتائے ہیں وہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے۔ جس کی تفصیل کے لیے دیکھیں: ؟؟؟

تیسری بات: ایک غلط فہمی کہ جو جیسا برتاؤ کرے اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں جو جیسا کرے اس کے ساتھ ویسا ہی کرنا چاہیے لہٰذا جو رشتہ دار ہمیں عزت دیگا ہم اسے عزت دیں گے، جو ہمیں اپنے گھر بلائے گا ہم اسے اپنے گھر بلائیں گے، جو ہمارے گھر کچھ نہیں لائے گا ہم بھی اس کے گھر کچھ نہیں لے جائیں گے، جنہوں نے ہمارے سامنے صرف چائے رکھی تھی ہم بھی ان کے سامنے صرف چائے رکھیں گے، جنہوں نے ہمارے لیے کھانا بنایا تھا ہم بھی ان کے لیے کھانا بنائیں گے، جو ہمیں یاد نہیں رکھتے ہم بھی انہیں یاد نہیں رکھیں گے، جو ہمارے ساتھ اچھا نہیں کرے گا ہم بھی اس کے ساتھ اچھا نہیں کریں گے۔ یہ رشتہ داریاں تو نہ ہوئی بزنس ہو گیا۔

- ایک دن ہم سب ایک دوسرے کو یہ سوچ کر کھو دیں گے کہ جب وہ یاد نہیں کرتا تو میں اسے کیوں یاد کروں۔
- پھر یہ سوچ اسلامی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ صلہ رحمی کے اصل فضائل و ثمرات اور فوائد و منافع اس طرح کی صلہ رحمی پر مرتب نہیں ہوتے کہ جو جیسا کرے اس کے ساتھ ویسا کرو کیونکہ اس میں عبادت کے بجائے دنیاوی غرض اور عوض و معاوضہ کی صورت پائی جاتی ہے۔

بلکہ صلہ رحمی کے عظیم الشان فضائل و ثمرات اور فوائد و منافع اس شخص کو حاصل ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرے، اگرچہ دوسرا اس کے ساتھ

قطع رحمی اور برا سلوک کیوں نہ کرے، بلکہ بدلہ میں صلہ رحمی کرنا حقیقی صلہ رحمی نہیں۔
(فیض القدیر للمناوی: 5/361)

- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ) وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، جو دوسرے (رشتہ دار کے) بدلے میں صلہ رحمی کرے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا (درحقیقت) وہ ہے کہ (الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا) جب اس کے ساتھ (دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے) قطع رحمی (یعنی بدسلوکی یا قطع تعلقی) کی جائے، تو یہ ان کے ساتھ صلہ رحمی (یعنی اچھا سلوک) کرے۔ (بخاری، رقم: 5991)

(1) قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی کرنے کی وصیت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھلائی کی کچھ باتوں کی تقلین کی تھی، آپ نے مجھے یہ بھی تلقین کی تھی: (أَنْ أَصِلَ رَحِمِي وَإِنْ أَدْبَرَتْ) میں صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ مجھ سے منہ موڑے۔

(صحیح ابن حبان، رقم: 449، المعجم الکبیر، رقم: 1648)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع رحمی کرنے والے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کی وصیت اور تاکید فرمائی ہے، اور یہ مضمون ان احادیث کے مطابق ہے، جن میں قطع رحمی کرنے والوں سے صلہ رحمی کرنے کو افضل ترین اخلاق میں شمار کیا گیا ہے۔

(2) قطع رحمی کرنے والے سے، صلہ رحمی کرنے پر، اللہ کی مدد

- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! (إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ

وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ) میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں (یعنی میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں) اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں۔ (یعنی وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں) اور میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے نرمی (و بُردباری کا برتاؤ) کرتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت (و بداخلاقی کا مظاہرہ) کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ) اگر آپ واقعی ایسا ہی کرتے ہیں، جیسا کہ آپ نے کہا ہے تو گویا کہ آپ ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہیں، (وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ) اور جب تک آپ (ان کے ساتھ) ایسا ہی (برتاؤ) کرتے رہیں گے، اس وقت تک اللہ کی طرف سے ایک مددگار ان کے مقابلے میں آپ کے ساتھ رہے گا۔ (مسلم، رقم:2558، مسند احمد، رقم:6942)

مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ آپ کے ساتھ برا سلوک کر کے اپنے لیے تکلیف کا سامان جمع کر رہے ہیں، جس طرح جلتی ہوئی راکھ کو منہ میں پھانکنے سے تکلیف ہوتی ہے، مگر آپ اس تکلیف سے محفوظ ہیں۔ اور جہاں تک اُن کے شر و ضرر کا معاملہ ہے، تو اس سے حفاظت کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار (انسان یا فرشتہ کی شکل میں) آپ کے لیے مقرر کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے آپ ان کے شر و ضرر سے محفوظ رہیں گے، اور آپ کی دنیا و آخرت کے کاموں میں مدد حاصل ہوتی رہے گی، جب تک کہ آپ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہیں گے۔

معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر نیک نیتی کے ساتھ بدسلوکی اور قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے شر سے حفاظت کا بھی انتظام فرما دیتا ہے۔

اور اگر کسی رشتہ دار سے زیادہ میل جول سے نقصان ہوتا ہو، تب بھی سلام وکلام کی حد تک تو صلہ رحمی کر ہی لینی چاہیے۔

آج کل بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمارا فلاں رشتہ دار بد اخلاق ہے، اور اس کے ساتھ جتنا بھی اچھا سلوک کیا جائے، وہ برا سلوک ہی کرتا ہے، اس لیے ہم نے اس سے تنگ آ کر لاتعلقی اختیار کر لی ہے، اور اس کے شر سے اپنے آپ کو بچا لیا ہے۔

مگر مندرجہ بالا احادیث کی رُو سے صحیح اور افضل طریقہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ عبادت و نیکی کا کام سمجھتے ہوئے اپنی طرف سے حتی الامکان اچھا سلوک رکھا جائے، اور بالکل لاتعلقی اختیار نہ کی جائے۔

جہاں تک اس کے شر کا معاملہ ہے، تو اس سے حفاظت کا انتظام اللہ کی طرف سے ہو جاتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ صلہ رحمی کے عمل کو اختیار کیا جائے۔

(3) قطع رحمی کرنے والے سے صلہ رحمی، افضل اخلاق میں داخل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! (أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ) کیا میں تمہیں دنیا و آخرت کے افضل ترین اخلاق نہ بتلادوں؟ پھر فرمایا: (تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ) جو آپ سے قطع رحمی کرے، آپ اس سے صلہ رحمی کریں، جو آپ کو محروم کرے، اس کو آپ عطا کریں، اور جو آپ پر ظلم کرے، اس کو آپ معاف کریں۔ (أَلَا وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُمَدَّ فِي عُمْرِهِ وَيُبْسَطَ فِي رِزْقِهِ فَلْيَصِلْ ذَا رَحِمِهِ) خبردار! جو شخص یہ چاہے کہ اس کی عمر لمبی کی جائے، اور اس کے رزق کو کشادہ کیا جائے، تو وہ اپنے رشتہ دار سے صلہ رحمی کریں۔ (مستدرک للحاکم، رقم: 7285، مسند احمد، رقم: 17334)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کا حکم ہر رشتہ دار کے ساتھ ہے، خواہ صلہ رحمی کرے یا قطع رحمی کرے، اور کسی رشتہ دار کے ساتھ اس لیے صلہ رحمی کرنے پر اجر وثواب مرتب نہیں ہوتا کہ وہ صلہ رحمی کرتا ہے، بلکہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر صلح رحمی کرنے پر ثواب حاصل ہوتا ہے، جو رشتہ دار قطع رحمی کرے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنے پر بہت بڑا اجر وثواب مرتب ہوتا ہے۔

اس لیے سب رشتہ داروں کے ساتھ درجہ بدرجہ صلہ رحمی کرنی چاہیے، بطور خاص قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار سے صلہ رحمی کرنے کی بڑی فضیلت ہے، اگر چہ صلہ رحمی کرنے والے رشتہ دار سے صلہ رحمی کرنے کے بھی فضائل ہیں، اور وہ بھی عبادت ہے، لیکن قطع رحمی کرنے والے رشتہ دار سے صلہ رحمی کرنے کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

(4) ظالم رشتہ داروں سے اچھا سلوک بلا عذاب جنت میں لے جانے والا عمل ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا: (عَلِّمْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ) مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے ذریعہ میں (ابتدائی مرحلہ میں نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ) جنت میں داخل ہو جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ [ص: 1011] الْمَسْأَلَةَ) اگر چہ تم نے سوال کرنے میں بہت اختصار سے کام لیا ہے لیکن بڑی اہم بات دریافت کی ہے (پھر آپ نے اس کو یہ عمل بتایا کہ) (اَلْفَيْءَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ) اس رشتہ دار پر مہربانی اور احسان کرو جو تم پر ظلم کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ، رقم: 3384، مظاہر حق: 3/391)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(5) عداوت رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کی فضیلت

حضرت ام کلثوم بن عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الْكَاشِحِ) افضل صدقہ (دل میں) عداوت رکھنے والے رشتہ دار پر کرنا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ، رقم:2386)

کیونکہ رشتہ دار پر صدقہ کرنا بھی صلہ رحمی کی ایک صورت ہے، اور دل میں بغض وعداوت رکھنے والے رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا زیادہ ثواب ہے، اس وجہ سے بغض عداوت رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کرنے کی فضیلت بھی زیادہ ہے۔

(شرح الجامع الصغیر للمناوی، تحت رقم الحدیث:1263)

(6) مشرک قریبی رشتہ دار کے ساتھ بھی صلہ رحمی کا حکم

- قرآن کریم میں مشرک والدین کے ساتھ بھلائی سے رہنے کا حکم ہے:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا۔ (لقمان15)

اور اگر وہ (مشرک والدین) تم پر یہ زور ڈالیں کہ تم میرے ساتھ کسی کو (خدائی میں) شریک قرار دو جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی بات مت مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے رہو۔

دین کے معاملے میں اگر والدین کوئی غلط بات کہیں تو ان کی بات ماننا تو جائز نہیں ہے؛ لیکن ان کی بات رد کرنے کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جو ان کے لیے تکلیف دہ ہو، یا جس سے وہ اپنی توہین محسوس کریں، بلکہ نرم الفاظ میں ان کو بتا دینا چاہیے کہ میں آپ کی یہ بات ماننے سے معذور ہوں اور صرف اتنا ہی نہیں اپنے عام برتاؤ میں بھی ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے رہنا چاہیے، مثلاً ان کی خدمت کرنا،

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ان کی مالی امداد کرنا، وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی تیمارداری کرنا وغیرہ۔ (آسان ترجمہ قرآن)

● حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب ان کے والد نے جان سے مارنے اور ہمیشہ دور رہنے کی دھمکی دی تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں ان کے لیے سلامتی اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے استغفار کرنے کا وعدہ کیا:

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ، قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۔ (مریم: 46-47)

ان کے باپ نے کہا: ابراہیم! کیا تم میرے خداؤں سے بیزار ہو؟ یاد رکھو، اگر تم باز نہ آئے تو میں تم پر پتھر برساؤں گا، اور اب تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیم نے کہا: میں آپ کو (رخصت کا) سلام کرتا ہوں۔ میں اپنے پروردگار سے آپ کی بخشش کی دعا کروں گا۔ بیشک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔

● حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: میری (سوتیلی) ماں (مکہ سے مدینہ منورہ میں) میرے پاس اپنے والد کے ساتھ آئیں، اس زمانہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے عہد (ومعاہدہ) کیا ہوا تھا، اور ان کے عہد (معاہدہ) کی مدت چل رہی تھی، تو حضرت اسماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: (يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا؟) کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میری ماں آئی ہیں، اور وہ (میرے اسلام سے) کراہیت (وناگواری محسوس) کرتی ہیں (اور وہ خود مسلمان نہیں) تو کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (نَعَمْ صِلِيهَا) بے شک آپ ان کے ساتھ صلہ رحمی کریں۔

(بخاری، رقم: 3183)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کے بچے کو اپنے قبضے میں لے لیں، وہ لڑکا میرا ہے۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو لے لیا اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبد بن زمعہ بھی ساتھ تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ انہیں کا لڑکا ہے، لیکن عبد بن زمعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے، جو میرے والد زمعہ کی باندی کا لڑکا ہے، انہیں کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو دیکھا تو واقعی وہ عتبہ کی صورت پر تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> اے عبد بن زمعہ! یہ تمہاری پرورش میں رہے گا۔ کیونکہ بچہ تمہارے والد ہی کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ (بخاری، رقم: 2355)

الغرض! سعد بن ابی وقاص رضی اللہ کا بھائی کیسا ہے کافر تھا لیکن اس کے باوجود بھائی تو تھا، اس بھائی کی وصیت ان کو یاد تھی، اس کی وصیت پر انہوں نے حتی الامکان عمل کیا اور اس بچے کو اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ اسی کا بیٹا ہے۔ (معارف البخاری: 2/306)

- ایک روایت میں آتا ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت ابوجہل بھی بیٹھا ہوا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> چچا کلمہ لا الٰہ الا اللہ ایک مرتبہ کہہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے لیے) ایک یہی دلیل میرے ہاتھ آجائے گی۔

کافر کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے میرے چچا! ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لیں۔ لہٰذا یہ سمجھنا

کہ نیکی اور فسق سے رشتے ختم ہوجاتے ہیں اس کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔(معارف البخاری:2/305)

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا:

إِنَّ آلَ أَبِي لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَاهَا (بخاری، رقم:5990)

فلاں کی اولاد میرے عزیز نہیں ہیں (گوان سے نسبتی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو وہ ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیزگار ہیں (گوان سے نسبی رشتہ بھی نہ ہو) لیکن فلاں کی اولاد کے ساتھ میری رشتے داری ہے، اور رشتے داری کی وجہ سے میں ان کو رشتہ داری کا چھینٹا مارتا رہوں گا۔

یعنی گو وہ کافر ہیں لیکن میں رشتے داری کا حق ادا کرتا رہوں گا، البتہ مجھے ان سے محبت نہیں ہے، محبت تو مسلمان سے اور نیک آدمی سے ہونی چاہیے۔(معارف البخاری:2/306)

- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب قریش نے اسلام کی مخالفت کی اور اس کو قبول کرنے میں تاخیر سے کام لیا تو اس وقت آنحضور ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کی۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں ان کو قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ بھوک کی وجہ سے مرنے لگ گئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے تک نوبت آ گئی۔ اس پر ابوسفیان آنحضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد ﷺ! آپ صلہ رحمی کرنے کا حکم لے کر آئے ہیں۔ آپ کی قوم ہلاک ہورہی ہے۔ ان کے واسطے اپنے مولا سے دعا کریں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے دعا کی اور مسلسل سات دنوں تک ابرِ رحمت ان پر اس قدر برسا کہ لوگوں نے بارش کی زیادتی کی وجہ سے تکلیف سے آپ کو آگاہ کیا اس پر آپ نے یہ دعا کی اللھم حوالینا ولا علینا (اے اللہ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا) اس پر بادل آپ کے سر پر سے چھٹ گئے اور اردگرد کے علاقوں کو سیراب کرنے لگے۔

(صحیح البخاری کتاب الاستقاء باب اذا استشفع المشرکون بالمسلمین، رقم 1020)

- ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب مکہ والے قحط کا شکار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے پانچ سو دینار بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ دینار ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ (قوم کے سردار) کو دیے جائیں تا کہ وہ انہیں مکہ مکرمہ کے محتاجوں میں تقسیم کر دیں۔ (شرح سیر الکبیر: 1/70)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے ان کو رلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی اپنی ماں کی بخشش مانگنے کی تو مجھے اجازت نہ ملی، پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی۔ (مسلم، رقم: 976)

ان تمام روایات سے یہ معلوم ہوا:

خونی رشتے ایمان اور کفر سے ختم نہیں ہوتے، اور خون کے رشتے نہ نیکی سے پیدا ہوتے نہ برائی سے ختم ہوتے ہیں، یہ خون کے رشتے ہیں یہ خون ہی سے پیدا ہوتے ہیں اور خون ہی سے برقرار رہتے ہیں انہیں ختم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جا سکتی۔

صلح و لڑائی اور ایمان و کفر یہ سب اپنی جگہ مگر ایسا نہیں ہے کہ رشتہ دار کافر ہے یا بدعتی ہے یا فلاں فلاں مسلک سے ہے تو اب نہ اخلاق ہیں نہ شرافت ہے، نہ رشتے داری ہے نہ تعلقات ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جو باپ ہے وہ باپ، جو بھائی ہے وہ بھائی جو بیٹا ہے وہ بیٹا ہے، جو چچا ہے وہ چچا ہے چاہیے وہ مومن ہو یا کافر ہو یا فاسق ہو۔

ہمارے نزدیک ایمان، کفر تو بڑی چیز ہے نیکی اور فسق سے بھی رشتے ختم ہو جاتے ہیں، چنانچہ نیک لوگوں کا اگر کوئی بھائی یا رشتے دار فاسق ہو جائے تو کہتے ہیں: آج سے تو میرا بھائی نہیں ہے، آپ سے رشتہ ختم کر دیتے ہیں، اور اگر کسی اور مسلک یا مذہب کا ہو جائے تو بطریق اولیٰ ختم کر دیتے ہیں، لیکن شریعت میں اور فقہاء کے نزدیک ایمان اور کفر سے بھی خونی رشتے ختم نہیں ہوتے۔

البتہ یہ اور بات ہے کہ اگر صالحین ہوں تو ان سے محبت کا رشتہ ہونا چاہیے اور فاسقین ہوں یا کافر ہوں، رشتہ تو ان کے ساتھ بھی ہے لیکن اس کے ساتھ قلبی محبت کا تعلق جائز نہیں، البتہ خوش اخلاقی اور حسن سلوک عام مسلمانوں سے کیا جاتا ہے اس سے بڑھ کر ان کے ساتھ کیا جائے گا۔ (معارف البخاری:2/305)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

چوتھی بات: ایک دوسرے کے ساتھ ظلم وناانصافی، حق تلفی کرنا

ظلم، حق تلفی سے رشتہ داریاں کمزور ہوتی ہیں

• حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نصیحت:

ایک دفعہ حضرت مولانا نے اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے فرمایا:

دیکھو! میں نے تم لوگوں کو ایک خاص وجہ سے بلایا ہے، میں تاریخ کا طالب علم ہوں اور ہر جگہ سے تقریبا واقف ہوں، بڑے بڑے خاندان، اولیاء اللہ اور علماء کے خاندان ختم ہوگئے، ان کی اولاد میں بے دینی آگئی اور اولاد بگڑ گئی، دوسرے راستہ پر پڑ گئی۔ دیکھو! تین باتیں میں تم سے کہتا ہوں، اگر ان پر عمل کروگے تو انشاء اللہ تمہارا خاندان چلتا رہے گا اور تمہارے یہاں اچھے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔

پھر حضرت مولانا رحمہ اللہ نے تین باتیں ارشاد فرمائیں:

1) کبھی ظالم نہ بننا مظلوم بن جانا: یہ بات بہت اہم ہیں ”ظالم نہ بننا مظلوم بن جانا تو ان شاء اللہ تم ترقی کروگے، لیکن اگر ظالم بنوگے تو پھر تم ترقی نہیں کرسکتے، وہیں سے تمہارا راستہ بدل دیا جائے گا اور اللہ کی طرف سے پکڑ آئے گی۔

2) حرام مال سے ہمیشہ بچتے رہنا: مشتبہ مال سے بھی بچنا یہ مشکل کام ہے لیکن اس بھی بچنے کی کوشش کرنا جب جاکر وہ بات پیدا ہوگی۔

3) "صلہ رحمی کرتے رہنا چاہیے" تمہارے رشتہ دار تمہارے ساتھ کچھ بھی کریں: کیسا ہی برا سلوک کریں لیکن تم ان کے ساتھ اچھا سلوک ہمیشہ کرتے رہو۔

یہ حضرت مولانا کا معمول تھا اور اپنے خاندان کے بچوں سے اس پر عمل بھی کرواتے تھے اور اس میں کسی طرح کی کوتاہی حضرت مولانا نہیں ہونے دیتے تھے لہٰذا ہمیں بھی اس کو اپنانا چاہیے اور خود بھی اس پر عمل کرنا چاہیے۔

• حق تلفی کی شکلیں

(1) حق والے کا حق تسلیم نہ کرنا (2) حق والے کو حق نہ دینا

(3) حق والے کو پورا حق نہ دینا (4) حق والے کو حق بروقت نہ دینا/ ٹال مٹول کرنا

(5) جو حق نہیں بنتا اس کا مطالبہ کرنا (6) حق سے زائد کا مطالبہ کرنا

(7) وقت سے پہلے مطالبہ کرنا (8) حق کا مطالبہ ناحق طریقے سے کرنا

(9) حق کی ادائیگی میں سست اور مطالبے میں چست (دوہرے معیار)

(10) اپنا رویہ (حق کے مطالبے/ ادائیگی میں) بے لچک اور دوسرے سے رعایت اور چشم پوشی کا مطالبہ

❑ ایک اہم سوال انسان ظلم کیوں کرتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ۔ (ترمذی، رقم: 2376)

دو بھوکے بھیڑیے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرص جاہ و دولت دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● معلوم ہوا کہ ظلم کے دو بڑے سبب ہیں:

(1) حب مال/حرص وہوس،خودغرضی،مفاد پرستی اور ہر چیز میں اپنی راحت اور اپنا فائدہ سوچنا۔

(2) حب جاہ/تکبر وانانیت (احسن الفتاوی:1/24،معارف القرآن:1/219،بقرۃ:45)

قرآن کریم میں ہے:

وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ وَأُحۡضِرَتِ الۡأَنۡفُسُ الشُّحَّ۔ (نساء:128)

صلح کر لینا بہتر ہے (لیکن چونکہ) انسانوں کے دلوں میں لالچ کا مادہ تو رکھا ہی گیا ہے (تو وہ صلح میں مانع بنتا ہے۔

اس آیت میں لڑائی جھگڑے ہوتے کیوں ہیں؟ اگر ہو جائے تو ختم کیسے ہوں گے؟ اس کے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ (معالم العرفان، محاسن التاویل) جس کا خلاصہ یہ ہے:

● لڑائی جھگڑوں کی بنیاد حق تلفی ہوتی ہے اور حق تلفی کی بنیاد حرص وہوس، حب مال اور حب جاہ (کبروانانیت) ہے۔

● صلح کی بنیاد حقوق سے کلی یا جزوی دستبرداری، حقوق میں ایثار، تواضع وعاجزی ہوتی ہے اور دستبرداری، تواضع اور عاجزی میں رکاوٹ، حرص وہوس حب مال اور حب جاہ ہے۔ کیونکہ حریص اور متکبر شخص حقوق میں ایثار اور تواضع والا معاملہ کہاں کر سکتا ہے!!

(مفہوم: معالم العرفان، السعدی، انوار البیان، تدبر وعمل، عثمانی حشر:9)

حب مال اور حب جاہ بھی ایک نشہ ہے اور شیطان نشہ کے ذریعہ ہی لوگوں میں لڑائی جھگڑے کرواتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَمَنۡ يُوقَ شُحَّ نَفۡسِهِۦ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُونَ۔ (الحشر:09)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اور جولوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

ایک اور جگہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۔(مائدۃ:91)

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈالدے۔

جس طرح شراب کا نشہ انسان کی عقل کو خراب کر دیتا ہے پھر جب عقل خراب ہو جاتی ہے تو لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، اسی طرح حرص وہوس، حب مال اور حب جاہ کا نشہ بھی انسان کو اندھا کر دیتا ہے، انسان سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے:

حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِي وَيُصِمّ ۔(ابوداؤد، رقم:5130)

تیرا کسی چیز سے محبت کرنا تجھے اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔

شیطان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ کون کس نشہ (شراب، حب مال وحب جاہ) کا عادی ہے جب یہ تشخیص کر لیتا ہے۔تو اسی اعتبار سے اس شخص کی نگاہ میں اس چیز کو خوشنما بنا دیتا ہے، ترغیب دیتا ہے، عادی بناتا ہے، یہ چیزیں اس کی لگامیں ہیں پھر جب وہ شخص ان نشوں (حب جاہ ومال) میں آگے بڑھتا ہے تو اس کی عقل خراب، سوچنے، سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں، پھر لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔

(مفہوم: قرطبی، التحریر والتنویر، السعدی، اغاثۃ اللہفان، تدبر وعمل، احیاء:3/62)

● حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حرص تمام بیماریوں کی جڑ ہے یہ ایسا مرض ہے کہ اسکو امّ الامراض (تمام امراض کی جڑ) کہنا چاہیے کیونکہ اسکی وجہ سے جھگڑے فساد

ہوتے ہیں اسی کی وجہ سے مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں۔ اگر لوگوں میں مال کی حرص نہ ہوتو کوئی کسی کا حق نہ دبائے، بدکاری کا سبب بھی لذت کی حرص ہے، اخلاق رذیلہ کی اصل کبر ہے، جاہ کی ہوس (چاہت) ہی کا نام ہے۔ اس لیے کبر کا سبب بھی یہی حرص ہوا، انسان کی طبیعت کی خصوصیت ہے کہ اگر اسکے پاس مال کے دو جنگل بھی ہوں جس میں سونا چاندی پانی کی طرح بہتے ہوں پھر بھی تیسرے کو چاہے گا۔ ہوس کو جتنا پورا کروگے اتنا ہی بڑھے گی جیسے خارش والا کھجلاتا ہے خارش بڑھتی رہتی ہے حق تعالی کا ارشاد ہے: اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی بھلا انسان کی ہر آرزو پوری ہوسکتی ہے (یعنی کبھی پوری نہیں ہوسکتی) یہ وجہ ہے کہ حریص کو کبھی راحت نہیں مل سکتی اس کے ہوس کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ کیونکہ ایک آرزو ختم نہیں ہوتی دوسری شروع ہوجاتی ہے اور تقدیر پر راضی ہے نہیں تو ہر کام میں یوں دل چاہتا ہے کہ یہ بھی ہوجائے اور وہ بھی ہوجائے اور سب امیدوں کا پورا ہونا مشکل ہے اس لیے اس کا نتیجہ پریشانی ہے اگرچہ ظاہر میں اولاد اور مال سب کچھ ہے مگر اندرونی حالت سب کی پریشان ہے۔ خرچ کو کم کریں تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو اور آئندہ کی فکر نہ کریں کہ کیا ہوگا اور یہ سوچیں کہ حرص و لالچ کرنے والا ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔

(تسہیل شریعت و طریقت ص233)

● حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دو نفسیاتی بیماریاں اور ان کا علاج: حب مال اور حب جاہ یہ دونوں قلب کی ایسی بیماریاں ہیں جن کے باعث انسان کی دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے اور غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانی تاریخ میں اب تک جتنی انسانیت سوز لڑائیاں لڑی گئیں اور جو فساد برپا

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہوئے ان میں سے اکثر و بیشتر کو انہی دو بیماریوں نے جنم دیا تھا۔

حب مال کے نتائج یہ نکلتے ہیں:

(1) کنجوسی اور بخل پیدا ہوتا ہے جس کا ایک قومی نقصان تو یہ ہوتا ہے کہ اس کی دولت قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی دوسرا نقصان خود اس کی ذات کو پہنچتا ہے کہ معاشرہ میں کوئی ایسے شخص کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا،

(2) خودغرضی پیدا ہوتی ہے جو مال کی ہوس کو پورا کرنے کے لیے اسے اشیاء میں ملاوٹ، ناپ تول میں کمی رشوت، مکروفریب اور دغابازی کے نت نئے حیلے سجھاتی ہے وہ اپنی تجوری پہلے سے زیادہ بھرنے کے لیے دوسروں کا خون نچوڑ لینا چاہتا ہے بالآخر سرمایہ دار اور مزدور کے جھگڑے جنم لیتے ہیں۔

(3) ایسے شخص کو کتنا ہی مال مل جائے لیکن مزید کمانے کی دھن ایسی سوار ہوتی ہے کہ تفریح اور آرام کے وقت بھی یہی بے چینی اسے کھائے جاتی ہے کہ کسی طرح اپنے سرمایہ میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کروں بالآخر جو مال اس کے آرام وراحت کا ذریعہ بنتا وہ اس کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔

(4) حق بات خواہ کتنی ہی روشن ہو کر سامنے آجائے مگر وہ ایسی کسی بات کو ماننے کی ہمت نہیں کرتا جو اس کی ہوس مال سے متصادم ہو یہ تمام چیزیں بالآخر پورے معاشرہ کا امن وچین برباد کرڈالتی ہیں۔

غور کیا جائے تو قریب قریب یہی حال حب جاہ کا نظر آئے گا کہ اس کے نتیجہ میں تکبر خود غرضی حقوق کی پامالی ہوس اقتدار اور اس کے لیے خوں ریز لڑائیاں اور اسی طرح کی بیشمار انسانیت سوز خرابیاں جنم لیتی ہیں جو بالآخر دنیا کو دوزخ بنا کر چھوڑتی ہیں۔

(معارف القرآن بقرہ:45 ج1 ص219)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● حضرت مفتی رشید احمد فرماتے ہیں:

اسباب اختلاف (میں سے بڑے اسباب) حبّ مال، حبّ جاہ ہیں ان دونوں کی وجہ سے آپس میں اختلاف، فتنہ، فساد، قتل وغارت، تباہی وبربادی کا ہم شب وروز مشاہدہ کررہے ہیں۔

اس کا علاج ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان دونوں خطرناک اور دنیا وآخرت دونوں کے لئے تباہ کن امراض کا علاج اہل اللہ کی صحبت ہے اور یہ میسر نہ ہوتو انکے ملفوظات اور مراقبہ موت سے کیا جائے۔ (احسن الفتاوی ج1ص24)

❑ تکبر نہیں تواضع، خودغرضی نہیں خلوص

لہٰذا باہمی اختلاف، انتشار، باہمی جھگڑے، خانہ جنگی کے فتنہ سے حفاظت کے لیے اول تو یہ کوشش کریں کہ جہاں جس جگہ ہوں اتحاد واتفاق کی فضا قائم رہے، اختلاف انتشار پیدا ہی نہ ہونے دیں، جس کے لیے ان باتوں کا خیال رکھیں:

پہلی بات: حتی الامکان کسی کی حق تلفی، کسی پر ظلم وزیادتی نہ ہو ہر ایک کی جان مال عزت آبرو کی حفاظت ہو اور یہ اسوقت تک ممکن نہیں جب تک اہل اللہ کی صحبت کے ذریعہ اپنے آپکو حبِّ مال اور حبِّ جاہ کی بیماری سے نہ بچایا جائے۔

دوسری بات: حتی الامکان دوسروں کی طرف سے کی گئی حق تلفی، زیادتی برداشت کریں، نظرانداز کریں قربانی ایثار دستبرداری کا مظاہرہ کریں

جذباتی ردعمل کا اظہار نہ کریں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ مضبوط اجتماعیت کی بنیاد قربانی اور ایثار ہے۔ جیسے کوئی عمارت صرف اسی وقت بنتی ہے جب کچھ اینٹیں اپنے آپ کو زمین میں دبانے کے لیے تیار ہوں اسی طرح کوئی حقیقی اجتماعیت صرف اسی وقت قائم ہوتی

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہے جب کہ لوگ قربانی، ایثار پر تیار ہوں، اس کے بغیر انسانی اجتماعیت کا وجود میں آنا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا اینٹوں کے بنیاد میں دفن ہوئے بغیر عمارت کا وجود میں آنا۔

قرآن کریم میں ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(انفال46)

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر سے کام لو۔ یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ارشاد فرمایا **وَاصْبِرُوْا** ۔ یعنی صبر کو لازم پکڑو۔ سیاق کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزاع اور جھگڑوں سے بچنے کا کامیاب نسخہ بتلایا گیا ہے اور بیان اس کا یہ ہے کہ کوئی جماعت کتنی ہی متحد الخیال اور متحد المقصد ہو مگر افراد انسانی کی طبعی خصوصیات ضرور مختلف ہوا کرتی ہیں نیز کسی مقصد کے لیے سعی وکوشش میں اہل عقل وتجربہ کی رایوں کا اختلاف بھی ناگزیر ہے۔ اس لیے دوسروں کے ساتھ چلنے اور ان کو ساتھ رکھنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آدمی خلاف طبع امور پر صبر کرنے اور نظرانداز کرنے کا عادی ہو اور اپنی رائے پر اتنا جماؤ اور اصرار نہ ہو کہ اس کو قبول نہ کیا جائے تو لڑ بیٹھے۔ اسی صفت کا دوسرا نام صبر ہے۔ آج کل یہ تو ہر شخص جانتا اور کہتا ہے کہ آپس کا نزاع بہت بری چیز ہے مگر اس سے بچنے کا جوگر ہے کہ آدمی خلاف طبع امور پر صبر کرنے کا خوگر بنے اپنی بات منوانے اور چلانے کی فکر میں نہ پڑے۔ یہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے اسی لیے اتحاد و اتفاق کے سارے وعظ و پند بے سود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آدمی کو دوسرے سے اپنی بات منوا لینے پر تو قدرت نہیں ہوتی مگر خود دوسرے کی بات مان لینا

اور اگر اس کی عقل و دیانت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو نہ مانے تو کم از کم نزاع سے بچنے کے لیے سکوت کر لینا تو بہر حال اختیار میں ہے اس لیے قرآن کریم نے نزاع سے بچنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ صبر کی تلقین بھی ہر فرد جماعت کو کر دی تا کہ نزاع سے بچنا عملی دنیا میں آسان ہو جائے۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> اتفاق کی جڑ تواضع ہے اس لیے تکبر والوں میں کبھی اتفاق نہ ہو سکے گا، ہر شخص اپنی بات بڑھاتا جائے گا، اگر اتفاق کرنا ہو تو تواضع سکھلاؤ پھر اتفاق ہو سکے گا۔ (ملفوظات حکیم الامت: 14، فیوض الخالق: 53)

حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:

> إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ۔ (ابو داؤد، رقم: 4895)
>
> اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی دوسرے پر زیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے پر فخر کرے۔

لہٰذا فریقین کو چاہیے کہ حرص وہوس حب مال وحب جاہ (تکبر وانانیت) کی بری خصلت کو اپنے اندر سے نکالیں یعنی اس کے تقاضوں پر عمل نہ کریں بلکہ اس کی ضد یعنی حقوق میں ایثار، احسان اور دستبرداری، تواضع و عاجزی سے کام لے کر صلح و سمجھوتہ کر لیں (بعض دفع اپنے موقف/حق سے پیچھے ہٹنا سب کو بچا لیتا ہے)

رشتہ داروں اور دوستوں کو راضی رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان سے اپنا حق نہ مانگو اور ان کا حق بغیر مانگے ادا کرتے رہو۔

جب فریقین اس نسخہ پر عمل کریں گے یعنی حقوق طلبی کے مقابلے میں حقوق میں ایثار

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ودستبرداری، تواضع وعاجزی سے کام لیں گے تو لڑائی جھگڑے ختم ہوجائیں گے اور صلح، باہمی اتفاق واتحاد پیدا ہوجائے گا۔ جو نتائج وثمرات کے اعتبار سے لڑائی جھگڑوں، فتنہ وفساد سے بہت بہتر ہے اس میں دنیاوآخرت کی کامیابی ہے۔

(مفہوم: السعدی، نظم الدرر، التحریر والتنویر، قرطبی، فتح القدیر، معالم العرفان)

الغرض تکبر سے رشتے کمزور ہوتے ہیں لہٰذا تواضع اختیار کریں:

(1) لوگ اپنی غرور اور انا دکھانے کے چکر میں اچھے سے اچھے رشتے کھو بیٹھتے ہیں۔

(2) جیسے لیموں کی ایک بوند ہزاروں لیٹر دودھ کو برباد کردیتی ہے اسی طرح انسان کی انا بھی اچھے سے اچھے رشتے کو برباد کردیتی ہے۔

(3) پیٹ اور غرور بڑھ جائے تو اپنوں کو گلے لگانا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔

(4) ہم اپنی انا کی وجہ سے ایک دوسرے سے روٹھے رہتے ہیں جبکہ ہمارے اندر کا انسان ایک دوسرے سے صلح اور دوستی کرنا چاہتا ہے۔

(5) انا تین حروف مشتمل ایک چھوٹا سا لفظ بڑے سے بڑے، گہرے سے گہرے رشتوں کو تباہ کردینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(6) اپنی اناؤں کے سبب رشتے، تعلق خراب مت کیجئے، وقت گزر جاتا ہے لیکن پچھتاوے باقی رہ جاتے ہیں۔

مفاد پرستی خودغرضی سے رشتے کمزور ہوتے ہیں لہٰذا اخلاص اختیار کریں:

(1) آج کے دور میں اگر جیب میں چھید ہوجائے تو سکے سے پہلے سگے گر جاتے ہیں۔

(2) مطلبی رشتے کوئلے کی مانند ہوتے ہیں جب کوئلہ گرم ہوتا ہے تو ہاتھ جلا دیتا ہے اور ٹھنڈا ہوتا ہے تو ہاتھ کالا کردیتا ہے۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) جب لالچ کے بازار آباد ہو جائیں تو رشتوں کے شہر ویران ہو جاتے ہیں، چاہیے یہ رشتے خون کے ہوں یا دوستی کے۔

(4) رشتہ خون کا ہو یا احساس کا کسی کو مجبور کر کر کے اپنی طرف متوجہ کرنا غلط ہے زندگی میں اپنے ساتھ رہنا سیکھیں۔

(5) لفظوں کو پہلے تو لیے پھر لبوں کو کھولیے زر کے ترازو میں آپ یوں نہ رشتے تولیے۔

(6) رشتوں کو ضرورت کے بجائے اگر رشتوں کو ضروری سمجھ لیا جائے تو ان سے معاملہ کرنے کا انداز بدل جاتا ہے۔

(7) کاش انسان بھی نوٹ کی طرح ہوتے روشنی کی طرف کر کے دیکھ لیتے اصلی ہیں یا نقلی ہیں۔

(8) دوسرا ہمارے لیے ضروری تب تک ہے جب تک ہمیں اس کی جگہ کوئی اور نہیں مل جاتا۔

(9) رشتوں کا ایک روپ مطلب پرستی بھی ہے کٹھ پتلی کی طرح جی حضوری کرتے رہو تو سب ٹھیک ورنہ رشتہ کچے دھاگے کی مانند ٹوٹ جاتا ہے۔

(10) مفادات کی دنیا: مکھی جب چائے میں گر جائے تو اکثر لوگ چائے پھینک دیتے ہیں، اگر دیسی گھی میں گر جائے تو لوگ مکھی کو نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ لوگ اپنے مفاد کو دیکھ کر اصول اور آداب کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور اگلے کی طاقت اور حیثیت کے مطابق رویہ رکھتے ہیں اور فیصلے کرتے ہیں۔

(11) ناکامی سوتیلی ہوتی ہے اور کامیابی کے سو رشتے دار نکل آتے ہیں۔

(12) سانپ اور انسان میں فرق اتنا ہے سانپ اپنے دفاع کے لیے ڈستا ہے اور انسان اپنے مفاد کے لیے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(13) کام پڑ سکتا ہے۔ آدھے لوگ اسی وجہ سے ہی تو رشتے نبھا رہے ہیں۔

(14) خاندان والے مثبت انداز سے سوچیں: کسی بندے کے دھکے سے ہاتھی اوپر نہیں چڑھ سکتا مگر وہ وہ اسلیے ایسا کر رہا ہے کہ ہاتھی کو لگے اس کے پیچھے سہارا ہے۔ باقی اپنے زور سے سے سڑھیاں چڑھے گا بس اس کو گرنے کا خوف نہیں ہوگا۔ کسی کو کبھی اتنے سے ہی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور باقی تو وہ اپنی صلاحیت پر ہی بلندی تک پہنچتا ہے۔ آپ کی چھوٹی سے مدد اور حوصلہ افزائی کسی کی زندگی بدل سکتی ہے۔

(15) ایک دوسرے جیسا ہونا ضروری نہیں ہوتا ایک دوسرے کے لیے ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(16) خدا نے چیزیں استعمال کرنے اور لوگ محبت کے لیے بنائے ہیں مگر انسان چیزوں سے محبت اور لوگوں کو استعمال کرتے ہیں۔

(17) چلاکیاں، سازشیں، مکاریاں یہ کم ظرف لوگوں کے مشغلے ہیں۔

(18) ایک دوست نے دوسرے دوست سے کہا؟ دوست کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ دوست نے مسکرا کر کہا؟ پاگل! ایک دوست ہی تو ہے جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا اور جہاں مطلب ہو وہاں دوست نہیں ہوتا۔

(19) کچھ رشتے کرائے کے مکان کی طرح ہوتے ہیں، انہیں جتنا مرضی آپ سجا لو کبھی اپنے نہیں ہوتے۔

(20) رشتے اور تعلق نبھانا ایک فن ہے جس کے لیے انسان کے پاس دولت کا ہونا نہیں بلکہ احساس کا ہونا لازم ہے۔

(21) جب لالچ کے بازار آباد ہوجائیں تو رشتوں کے شہر ویران ہوجاتے ہیں، چاہیے یہ رشتے خون کے ہوں یا کسی دوستی کے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(22) وہ رشتے کبھی نہیں ٹوٹتے جن کی بنیاد میں سچائی، خلوص اور پیار شامل ہوں۔

(23) مطلب کے بغیر رابطہ میں رہنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔

(24) رشتوں کا نہ ہونا اتنا تکلیف دہ نہیں جتنا کی رشتوں کے ہوتے ہوئے احساس کا مر جانا ہے۔

(25) رشتہ ہمیشہ خاندانی لوگوں کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ خاندانی لوگوں کو تکلیف کے وقت دیا ہوا پانی کا گلاس بھی یاد رہتا ہے بے نسل لوگوں کو دیا ہوا خون بھی یاد نہیں رہتا۔

(26) دردمند بنیں عقل مند تو بہت مل جاتے ہیں۔

(27) زمین عقلمندوں سے تو بھری پڑی ہے مگر دردمندوں سے خالی ہے۔

(28) دوستی ایسے لوگوں سے کرنی چاہیے جو دکھ میں ساتھ کھڑے ہوں، خوشی کے موقع پر تو کھسرے بھی ناچنے آجاتے ہیں۔

(29) رشتے اداکاری سے نہیں بلکہ وفاداری سے قائم رہتے ہیں۔

(30) وقت بدل جانے پر لوگ کیسا برتاؤ کرتے ہیں یہ سمجھنے کے لیے ایک بہترین مثال گاؤں دیہات میں کھڑی گاڑی کی ہے جس پر لوگوں نے گوبر لیپ دیا ہو۔

(31) رشتے ایک دوسرے کا خیال کرنے کے لیے ہوتے ہیں ایک دوسرے کا استعمال کرنے کے لیے نہیں۔

(32) زندگی میں بہت لوگ ہمیں پیچھے سے وار کرتے ہیں اپنی حماقت کے سبب اتنا بھی نہیں جانتے کہ وہ ہمارے وجود کے سہارے ہی کھڑے ہوتے ہیں۔

(33) سانپ کو ساری عمر شہد چٹائیں تو بھی وہ زہر تھوکنا نہیں چھوڑتا، اسی طرح کچھ لوگوں پہ چاہے کتنا ہی خلوص لٹائیں وہ ڈسنے سے باز نہیں آتے کیونکہ فطرت کبھی نہیں بدلتی۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(34) زندگی میں زیادہ رشتوں کا ہونا ضروری نہیں لیکن جو رشتے ہیں ان میں زندگی کا ہونا ضروری ہے۔

(35) زندگی میں بہت سے رشتوں کی مثال ان ٹائروں جیسی ہے جو ساتھ تو ہوتے ہیں پر وقت پر کام نہیں آتے۔

(36) لوگ پیار کے لیے ہوتے ہیں اور چیزیں استعمال کے لیے، بات تب بگڑتی ہے جب چیزوں سے پیار کیا اور لوگوں کو استعمال کیا جائے۔

(37) انسان کو اتنا مخلص تو لازمی ہونا چاہیے جتنا وہ سامنے والے سے توقع رکھتا ہے۔

(38) مطلب کا وزن بہت زیادہ ہوتا ہے تب ہی تو مطلب نکلتے ہی رشتے بہت ہلکے ہو جاتے ہیں۔

(39) وقت نے ایک ہی بات سکھائی ہے ہر تعلق، رشتہ، ناطہ، تب تک زندہ ہیں جب تک آپ دوسرے کے معیار اور توقعات پر پورا اترتے رہیں۔

(40) پرانے لوگ سمجھدار تھے تعلقات سنبھالتے تھے پھر لوگ پریکٹیکل ہو گئے تعلق سے فائدہ نکالنے لگے، اب لوگ پروفیشنل ہیں فائدہ ہو تو تعلق رکھتے ہیں۔

(41) کچھ رشتوں کو نبھانے کے لیے پوری ایمانداری سے بے ایمانی کرتے ہیں۔

(42) فاصلے کبھی بھی رشتے الگ نہیں کرتے، نزدیکیاں کبھی بھی رشتے نہیں بناتی اگر احساس اور پرخلوص ہوں تو رشتے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

(43) رشتے اور شیشے دونوں ہی انسان کی غفلت سے ٹوٹتے ہیں ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ شیشے کے متبادل تو شیشہ مل جاتا ہے لیکن رشتے کے متبادل رشتے نہیں ملتے۔

(44) سر کے اوپر محبت سے پھرنے والے ہاتھ جتنے کم ہوتے جائیں گے زندگی کی تلخیاں اتنی زیادہ بڑھتی جائیں گی۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تیسری بات: تواضع اور ایثار، خلوص حاصل کرنے کے لیے جلد سے جلد اللہ والوں کی صحبت اختیار کریں۔

اور جب تک یہ بات حاصل نہیں ہوجاتی اس وقت تک نزاعات اور جھگڑوں میں اپنے حق اور دوسرے کے ناحق ہونے کا فیصلہ خود ہرگز نہ کریں، کسی غیر جانب دار صاحب حکمت وبصیرت سے فیصلہ کرائیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

چوتھی بات: اگر آپ گھر یا کسی ادارہ کے بڑے ہیں تو اپنے ماتحتوں کی اخلاقی تربیت کیلئے وقتاً فوقتاً تربیتی مجالس/ ورک شاپس کا انتظام کریں۔

پانچویں بات: روزانہ صبح فجر کے بعد یہ دعا کرلیں:

> یا اللہ! میں ہر حق والے کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں، کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہتا، لہٰذا آج کے دن مجھ پر جس جس کے جو جو حق ہے اُن سب کی ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہر قسم کی حق تلفی سے میری حفاظت فرما۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پانچویں بات: دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل، غصہ

❑ جذباتی رویئے، عدم برداشت رشتوں کا گلا گھونٹ دیتے ہیں

● انسان کی زندگی جذبات و احساسات سے عبارت ہے۔ انسانی رویے جذبات و احساسات کی غمازی کرتے ہیں، اگر یہ رویے خوبصورت اور میٹھے ہوں تو زندگیوں کو سنوار دیتے ہیں اور ان رویوں میں عدم برداشت اور غصے کا عنصر ہو تو اس کی تباہ کاریاں انسان کی زندگی کا چین وقرار لوٹ لیتی ہیں۔ یہ احساس اپنے ساتھ طوفانی بگولے لے کر آتا ہے اور برسوں سے قائم رشتوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے۔

● رشتوں اور تعلقات کی جن فصلوں کی آبیاری محبت و اخلاص سے کی جاتی ہے، عدم برداشت کے سیلاب سے پل بھر میں ڈھیر ہو جاتی ہے۔ یہ رویہ اتنا بدصورت اور بھیانک ہے کہ ہر رشتے اور تعلق کا گلا گھونٹ دیتا ہے، ستم بلائے ستم یہ ہے کہ یہ ایک وقتی کیفیت ہوتی ہے اور جب انسان اس کے چنگل سے نکلتا ہے تو وہ تہی دامن رہ جاتا ہے۔ پھر خود کو کوسنے اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہ پاتا۔ انسان کو اپنی اس نادانی کا ادراک اس وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے ہی ہاتھوں سب ملیا میٹ کر چکا ہوتا ہے۔

● عدم برداشت انسانیت کے خوشنما چہرے پہ بدنما دھبہ ہے، ایسا دھبہ جس کو مٹانے کا خیال مشکل سے ہی دل میں اترتا ہے۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ یہ شدت پسند طرز عمل ہمارے معاشرے میں تیزی سے پھیل رہا ہے، گھر ہو یا بازار، سکول ہو یا پارک، آفس ہو پکنک اسپاٹ عدم برداشت کے عملی مظاہرے ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مرض معاشرے کی رگ و پے میں اتر چکا ہے۔ ذاتی زندگی سے لیکر اجتماعی رویوں تک ہر چیز اس کی لپیٹ

میں ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وباء ہر سو پھوٹ پڑی ہے۔سماج کو نگلتی ہوئی عدم برداشت دھیرے دھیرے ہمارے سماج کو کھوکھلا کر رہی ہے۔انفرادی و اجتماعی سطح پر رویے خطرناک حد تک بدصورتی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہر سو بھیانک و کریہہ صورتوں والے رویوں کے دیس میں آ نکلے ہیں لہٰذا اس بھیانک مرض سے نجات پانے اور معاشرے کی بہتری کو ممکن بنانے اور انفرادی و اجتماعی طور پر پرسکون زندگی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہم جذباتیت کے نقصانات کو سمجھیں، اس کی شکلوں کو جانیں، اس کے علاج کو پہچانیں اور ہم جذباتیت سے باہر آئیں اپنے اندر تحمل و برداشت پیدا کریں۔

❑ دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل کی شکلیں

1	جسمانی ایذاء دینا	مار پیٹ
2	عزت آبرو پر حملہ کرنا	تحقیر، تذلیل، اہانت، استہزاء، گالم گلوچ، لعن طعن، دھونس، دھمکی بحث و مباحثہ، تنقید و تنقیص، عیب جوئی، شکوے شکایتیں تلخ کلامی، دوسروں کی بات کاٹنا بہتان، تہمت، الزام، غیبت، چغلی، پروپیگنڈہ تکبر، بڑائی، عجب، خودپسندی کے بول
3	ذہنی قلبی اذیت دینا	بدگمانی، بلاتحقیق غلط رائے قائم کر لینا

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ ایک اہم سوال: انسان کا دوسروں کی غلطیوں پر جذباتی ردعمل کیوں ہوتا ہے؟

جذباتی ردعمل کا سب سے بڑا سبب غصہ ہے۔

غصہ سے جذبات غالب عقل مغلوب ہوجاتی ہے۔ اور جب جذبات غالب، عقل مغلوب ہوجاتی ہے تو شیطان مسلط ہوجاتا ہے۔ جب شیطان مسلط ہوتا ہے تو جذباتی رویے پیدا ہوجاتے ہیں۔

نتیجہ: لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، دوست دشمن بن جاتے ہیں، قریب دور ہوجاتا ہے، موافق مخالف بن جاتا ہے، تربیت کے بجائے بگاڑ ہوتا ہے، رشتوں میں فرق آتا ہے، اچھا ساتھی ہاتھ سے چلا جاتا ہے، پرُامید مایوس ہوجاتا ہے۔

نمبر شمار	دنیاوی مملکت	انسانی مملکت	دشمن کا حملہ
1	سرحد/ داخلی دروازے	غصہ اور شہوت	یہاں سے شیطان داخل ہوتا ہے
2	دارالحکومت	دل و دماغ	یہاں شیطان قبضہ کرتا ہے
3	ملک	انسان اور اس کے تمام اعضاء	یہاں اس کی من مانی چلتی ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل کی مثال ایک قلعہ (دارالحکومت) کی سی ہے اور شیطان اس دشمن کی طرح ہے جو قلعہ (دارالحکومت) میں داخل ہونا چاہتا ہے تاکہ اس پر قبضہ کرسکے (تاکہ پھر پورے انسان پر قبضہ ہوجائے اور اس کے تمام اعضاء کو اپنی مرضی کے مطابق نافرمانی لڑائی جھگڑوں میں استعمال کرسکے) عقل اور شریعت کی مثال پہرے دار محافظ کی سی ہے۔

اب دشمن (شیطان) سے قلعہ (دل) کی حفاظت کی صرف ایک

صورت ہے کہ (محافظ اور پہرے داروں کے ذریعے) ان گذرگاہوں، دروازوں کی حفاظت کی جائے، جہاں سے قلب میں داخلہ ممکن ہے اور قلب کے دو بڑے دروازے ہیں، غصہ اور شہوت۔ غصہ سے عقل (پہرے دار محافظ) مغلوب (سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم) ہوجاتی ہے۔ جب پہرے دار محافظ کمزور ہوں گے تو اب شیطان کا لشکر حملہ کردیتا ہے اور دل (دارالحکومت) پر اپنا قبضہ جمالیتا ہے، پھر جب انسان کے دل پر اس کا قبضہ ہوجاتا ہے تو پھر شیطان انسان سے اس طرح کھیلتا ہے جیسے بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

(احیاء العلوم: 3/61)

غصہ کیا کرتا ہے؟

غصہ ہمیشہ تنہا آتا ہے، لیکن جاتے ہوئے اپنے ساتھ عقل، اخلاق اور شخصیت کی خوبصورتی لے جاتا ہے۔

غصہ اور نفرت انتہا پر ہو تو آدمی پر کٹے کبوتر کی طرح ہوتا ہے اڑ سکتا ہے نہ اڑنے کی سوچ سکتا ہے پھر اس کا سارا غصہ نظروں اور جملوں پر نکلتا ہے وہ سخت سے سخت الفاظ استعمال کرتا ہے کبھی صرف دل میں اور کبھی دوسروں کے سامنے پھر لفظ بھی بے دم ہو کر گر پڑتے ہیں اٹھائے نہیں اٹھتے، اسی لیے غصہ حرام ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ،وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ

(الاعراف: 200-199)

(اے پیغمبر) درگزر کا رویہ اپناؤ اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو اور جاہلوں

کی طرف دھیان نہ دو اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی
کچوکا لگ جائے تو اللہ کی پناہ مانگ لو

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ۔ (الاسراء:53)

میرے (مومن) بندوں سے کہہ دو کہ وہی بات کہا کرے جو بہترین ہو، درحقیقت شیطان لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔

(النساء:148)

اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی برائی اعلانیہ زبان پر لائی جائے الا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔

دنیا میں اکثر لڑائیاں جذباتی بول ہی کی وجہ سے ہوتی ہے اور شیطان جذباتی بول (بدکلامی/تلخ کلامی) کے ذریعے فساد کا بیج بوتا ہے۔

(مفہوم: قرطبی، ابن کثیر، آلوسی، ابن عطیہ، السعدی)

❑ رشتہ داروں کے برے رویے اور اُن کی غلطیوں پر انہیں کیسے ڈیل کریں؟ اس کے لیے مندرجہ ذیل سات کاموں کا اہتمام کریں:

پہلا کام: تحقیق کریں غلطی ہے بھی یا نہیں؟

- اکثر ایسا ہوتا ہے، ہم جسے غلطی سمجھ رہے ہوتے ہیں وہ سامنے والی کی غلطی نہیں ہوتی وہ ہماری غلط فہمی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم الزام بدگمانی اور شک کرتے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- غلط فہمی اگر دل میں زیادہ دیر رہے تو بدگمانی کو جنم دیتی ہے اور بدگمانی فاصلوں کا باعث بنتی ہے۔
- غلط فہمی اور بدگمانی مضبوط رشتوں کے لیے زہرِ قاتل۔
- رشتوں کی رسی تب کمزور ہوتی ہے جب انسان غلط فہمی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات بھی خود ہی بنالیتا ہے۔
- ''محبت اور دوستی'' یہ دو چیزیں ہر طوفان کا مقابلہ کرسکتی ہیں مگر دو چیزیں اِن دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرسکتی ہیں اور وہ ہیں: ''غلط فہمی اور بدگمانی''
- جس دروازے سے شک اندر آتا ہے، محبت اور اعتماد اسی دروازے سے باہر نکل جاتے ہیں۔
- بدگمانی تعلقات کی کشتی کے اندر قطرہ قطرہ داخل ہوتا پانی ہے۔ جو آخر کار کشتی کو لے ڈوبتا ہے۔
- تعلق کبھی بھی فطری موت نہیں مرتا! اسے مارنے والے ہوتے ہیں، ہمارے رویئے، ہماری اناء، ہماری خودغرضی اور ہماری بدگمانیاں۔
- دلوں پر بدگمانی پیدا ہوجائے تو فوراً اس پر وضاحت کا لیپ مل لو ورنہ چپ کا زہر ہمیشہ کے لیے رشتے کا اپاہج کردے گا۔
- فاصلے بڑھتے ہیں تو غلط فہمیاں بھی بڑھ جاتی ہیں پھر وہ بھی سنائی دیتا ہے جو کہا بھی نہ ہو۔
- پاکستان میں بندہ بیمار ہو تو ساتھ میں موڈ بھی خراب رکھنا پڑتا ہے نہیں تو سب سمجھتے ہیں ڈرامہ کررہا ہے۔
- شیشہ اور رشتہ دونوں نازک ہوتے ہیں مگر ان میں فرق ضرور ہوتا ہے، شیشہ ہمیشہ غلطی سے ٹوٹتا ہے اور رشتہ غلط فہمی سے۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- وہم سے بھی ختم ہوجاتے ہیں رشتے قصور ہر بار غلطیوں کا نہیں ہوتا
- جس کا کل اثاثہ غلط فہمی ہو وہ انسان زندگی کی دوڑ میں اکیلا رہ جاتا ہے زندگی اکیلے بسر کرنی مشکل ہے اس لیے غلط فہمی سے بچیے۔
- معمولی معمولی باتوں کو دل میں رہائش نہ دیں کیونکہ اگر یہ دل کی مکین بن جائیں تو بڑے بڑے رشتے مسافر بن جاتے ہیں۔
- کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں پہاڑوں جیسے رشتوں کو بھی زمین بوس کر دیتی ہیں۔
- ایک چھوٹا بچہ اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک سیب لیے کھڑا تھا، اس کے والد نے مسکراتے ہوئے کہا: ''بیٹا ایک سیب مجھے دے دو'' اتنا سنتے ہی بچے نے ایک سیب کو اپنے دانتوں سے کاٹ لیا، اس سے پہلے کہ اس کے والد اسے کچھ کہہ پاتے اس بچے نے دوسرے سیب کو بھی اپنے دانتوں سے کاٹ لیا۔ اپنے بیٹے کی اس حرکت پر والد دھک سے رہ گئے۔ اور ان کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ تب ہی بیٹے نے اپنے ننھے ہاتھ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا... ''ابو یہ لے لیں! یہ والا زیادہ میٹھا ہے''
ہم کبھی کبھی پوری بات اور معاملات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے اور غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔
- الغرض وہ اخلاقی برائی جس میں مسلمانوں کی اکثریت ملوث اور اکثر وقت انہیں میں گزرجاتا ہے۔ بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے دل میں کسی کے خلاف یقین کر لینا کہ وہ اس معاملہ کا ذمہ دار ہے یا فلاں کی سازش ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو بدگمانی کرنے سے بچائے۔

(1) ہمیں یہی حکم ہے کہ بدگمانی سے بچیں

اچھا سوچیں اور اچھا بولیں کیوں کہ بدگمانی اور بدزبانی دو ایسے عیب ہیں جو انسان کے ہر کمال کو زوال میں بدل دیتے ہیں۔

- قرآن کریم میں ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا ۔(حجرات:12)

ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے پرہیز کیا کرو (کیونکہ) کچھ بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کی جاسوسی بھی نہ کیا کرو۔

- حدیث میں آتا ہے؛

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ۔

(بخاری، رقم:5143، مسلم، رقم:2563)

دوسروں کے متعلق بدگمانی کرنے سے بچو۔ کیوں کہ بدگمانی کرنا سب سے جھوٹی بات ہے۔

- ایک اور حدیث میں آتا ہے؛

كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

(مقدمہ مسلم، رقم:07)

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ سنی ہوئی بات بیان کردے۔

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۔(اسراء:36)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اور جس بات کا تمہیں یقین نہ ہو (اسے سچ سمجھ کر) اس کے پیچھے مت پڑو۔ یقین رکھو کہ کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں (تم سے) سوال ہوگا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَاأَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔

(ال عمران:65-66)

اے اہل کتاب ! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل ان کے بعد ہی تو نازل ہوئی تھیں، کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں۔ دیکھو! یہ تم ہی تو ہو جنہوں نے ان معاملات میں اپنی سی بحث کرلی ہے جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا۔ اب ان معاملات میں کیوں بحث کرتے ہو جن کا تمہیں سرے سے کوئی علم ہی نہیں ہے؟ اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔

(2) بلاتحقیق باتوں کی اشاعت کا نقصان

- قرآن کریم میں ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ۔

(حجرات:6)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں

کونقصان پہنچا بیٹھو، اور پھر اپنے کیے پر پچھتاو۔

- کلاع قبیلہ کے کچھ لوگوں نے جن کا کچھ سامان چرالیا گیا تھا چند کپڑا بُننے والے جولاہوں پر (چوری کی) تہمت لگائی اور انہیں صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے پاس لے آئے، انہوں نے ان جولاہوں کو گرفتار کر کے چند دن (پوچھ گچھ کے لیے) قید رکھا (پھر جب انہوں نے اقرار نہیں کیا) تو انہیں چھوڑ دیا۔ کلاع قبیلے کے لوگ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ان لوگوں کو بغیر مارے پیٹے اور بغیر سخت آزمائش میں ڈالے چھوڑ دیا؟

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں ان کو ماروں تو اس شرط کے ساتھ (ماروں گا) کہ اگر ان کے پاس سے تمہارے مسروقہ سامان نکل آئے تب تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہاری بھی اتنی پٹائی کروں گا جتنی میں نے ان کی کی ہوگی۔ انہوں نے کہا: کیا یہ آپ کا (اپنا) فیصلہ ہے؟ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: (نہیں بلکہ) یہ اللہ کا حکم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ (ابوداود، رقم:4384)

(3) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی مزاج تھا کہ آپ معاملہ کی تحقیق فرمایا کرتے تھے

- حضور کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ ایک خاتون خفیہ معلومات کفار مکہ کے پاس لے کر جا رہی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو اس خاتون علامات اور جگہ کی نشاندہی کر کے اس کے پیچھے روانہ کر دیا۔ جب ان حضرات نے اس خاتون کو پکڑ لیا تو تفتیش کرنے پر خط برآمد ہوا جو ایک صحابی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے کفار مکہ کے نام تھا۔ اس میں غزوہ فتح مکہ سے متعلق خفیہ معلومات تھیں۔ ان حضرات نے وہ خط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کے سامنے پیش کیا۔ بظاہر واضح اور صاف غلطی غداری لگ رہی تھی لیکن پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا تحقیق حضرت حاطب رضی

اللہ کے خلاف فیصلہ نہیں سنایا بلکہ پہلے ان کو بلا کر تحقیق فرمائی ان سے اس کی وجہ پوچھی اور ان کا عذر سنا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔ (جامع الاصول، رقم:6142)

• ایک انصاری صحابی مسجد قبا میں امامت کر رہے تھے، ان کی عادت یہ تھی کہ وہ ہر نماز کی پہلی رکعت میں سورہ اخلاص کی تلاوت فرماتے۔ ان کے ساتھیوں نے شکایت بھی کی آپ ہر نماز کی پہلی رکعت میں سورہ اخلاص ہی پڑھتے رہتے ہیں، اس کی جگہ کوئی اور سورت کیوں نہیں پڑھتے انصاری صحابی نے ان کو منع کیا کہ نہیں میں سورہ اخلاص ہی پڑھتا رہوں گا ہر پہلی رکعت میں۔ کسی موقع پر ان کے ساتھیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں شکایت کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا تحقیق انصاری صحابی کو تنبیہ نہیں فرمائی بلکہ پہلے ان سے اس کی وجہ معلوم فرمائی۔ چنانچہ جب انہوں نے وجہ بتائی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف اس کو قبول فرمایا بلکہ مزید فضیلت بھی سنائی۔ (جامع الاصول:3468-خ-ت)

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب غنیمت حاصل ہوتی تو بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے اور وہ اعلان کرتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) نکالتے اور پھر تقسیم کر دیتے۔ ایک بار ایک آدمی اس اعلان اور تقسیم کے بعد بالوں سے بنی ہوئی ایک لگام لے آیا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول یہ ہمیں غنیمت میں ملی تھی۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً تنبیہ نہیں فرمایا بلکہ پہلے تحقیق فرمائی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو نے بلال کو منادی کرتے سنا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار پوچھا تو اس نے کہا ہاں۔ تو (اس وقت) تجھے یہ لے آنے سے کیا رکاوٹ تھی؟ اس نے عذر معذرت کی (مکمل تحقیق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب اسے اپنے پاس رکھو قیامت کے دن لے آنا میں اسے تجھ سے ہرگز قبول نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ، رقم:4011، ابوداؤد، رقم:2712)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(4) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی بلاتحقیق جہالت/ بدگمانی/ شک کا الزام لگانے سے منع فرماتے تھے

- ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لیے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا کہ جو ام یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے مکمل وضاحت بیان فرمائی جس پر اس عورت نے بلاتحقیق الزام لگایا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے فرمایا: اچھا جاؤ (تحقیق کرو) اور دیکھ لو، وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی عنہ نے کہا کہ اگر میرے بیوی اس طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔ (بخاری، رقم: 4887)

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا، کوفہ والوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی سعد اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے۔ حضرت عمر نے ان کی شکایت کرنے پر فوراً حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تنبیہ نہیں فرمائی۔ بلکہ انکو تحقیق کے لیے بلایا، ان سے تحقیق فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا بھیجا، آپ نے ان سے پوچھا کہ اے ابواسحاق ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے ہو، اس پر انہوں نے جواب دیا

کہ اللہ کی قسم میں تو انہیں نبی کریم ﷺ ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا اس میں کوتاہی نہیں کرتا، عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی دو پہلی رکعات میں (قرآت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھاتا۔عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابواسحاق مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔(بخاری،رقم:755)

دوسرا کام: تحقیق ایسے کریں

(1) غلطی کرنے والے کی جگہ اگر آپ ہوتے یا آپ کے اپنے ہوتے تو آپ اس غلطی کو غلطی تسلیم کر لیتے یا نہیں؟

(2) صرف آپ کے نزدیک غلطی ہے یا اور غیر جانب دار/ صاحب تجربہ بھی اس کو غلطی سمجھتے ہیں؟

(3) بہت زیادہ تلاش، جستجو یا جاسوسی کے ذریعہ یہ غلطی نکالی گئی ہے یا ایسا نہیں ہے؟

(4) جس شخص کی غلطی ہے اُس سے/ غیر جانبدار سے تحقیق کریں، مفروضوں کی بنیاد پر الزام نہ لگائیں/ بدگمانی نہ کریں۔

(5) صرف سنی سنائی پر نہ جائیں، دیکھیں۔صرف دیکھیں ہی نہیں، تحقیق بھی کریں۔

آنکھوں کی جگہ کان کا استعمال نہ کریں!

جب آپ کے پاس 2 آنکھیں موجود ہیں تو پھر آپ لوگوں کو اپنے کانوں سے کیوں دیکھتے ہیں؟ آپ جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کے مطابق لوگوں سے برتاؤ کریں! سنی سنائی باتوں پہ یقین کر کے کسی کے بارے میں ہرگز رائے قائم نہ کریں!

کام کرنے والوں کی قدر کرو، کان بھرنے والوں کی نہیں!

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تیسرا کام: تنبیہ کرنی ہے یا نہیں؟ اس پر غور کریں

تنبیہ کرنی ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ ایسے کریں کہ اپنے آپ کو غلطی کرنے والے کی جگہ پر رکھ کر سوچیں کہ اس غلطی پر تنبیہ ضروری ہے یا قابلِ تنبیہ نہیں، نظر انداز کرنا چاہیے۔ غلطی کرنے والے یا دوسرے کے لیے یہ تنبیہ مفید ہوگی یا مفید نہیں ہوگی بلکہ مضر ہوگی۔

بعض اوقات سمجھداری کا تقاضہ غلطی پر صراحت سے تنبیہ کرنے سے اجتناب کرنا ہے، جب کہ اس طریقہ کے استعمال کے نتیجہ میں کوئی بڑی خرابی پیدا ہونے کا خطرہ ہو یا کوئی بڑا فائدہ ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

مثلاً غلطی کرنے والا معاشرہ میں ممتاز مقام کا حامل ہو یا کسی بلند عہدے پر فائز ہو جس کی وجہ سے وہ اس اسلوب سے کی ہوئی تنبیہ کو برداشت نہیں کرے گا۔

چوتھا کام: تنبیہ کیوں کرنی ہے؟ تنبیہ کرنے سے پہلے نیت کو ٹٹولیں

تنبیہ سے مقصود اللہ کی رضا ہے یا کوئی اور نفسانی جذبہ/ ذاتی اغراض/ انتقام لینا/ ذلیل کرنا/ تنگ کرنا/ دبا کر رکھنا/ قابو میں رکھنا وغیرہ اکثر اوقات سچ کڑوا نہیں ہوتا، سچ بولنے کا انداز کڑوا ہوتا ہے، ہم سچ بولنے کے ساتھ ساتھ دراصل دوسرے کو ذلیل کر رہے ہوتے ہیں، اور توقع رکھتے ہیں کہ ہماری ذلیل کرنے کی حرکت کو صرف سچ سمجھا جائے۔

پانچواں کام: کب تنبیہ کرنی ہے؟

(1) تنبیہ کرنے سے پہلے یہ دیکھیں: کہ آپ غصہ سے بے قابو تو نہیں ہیں؟

(2) یہ بھی دیکھیں: آپ ذہنی انتشار کا شکار تو نہیں ہیں؟

(3) یہ بھی دیکھیں: آپ کسی دباؤ میں تو نہیں ہیں؟

(4) یہ بھی دیکھیں: تنبیہ ابھی مفید ہوگی یا بعد میں مفید ہوگی؟

جہاں فوری تنبیہ ضروری یا مفید ہو وہاں تنبیہ میں تاخیر نہ کریں کیونکہ غلطی پر تنبیہ کرنے میں تاخیر کی صورت میں بعض اوقات فائدہ حاصل نہیں ہوتا، بعض اوقات موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے یا بعد میں بات کرنے کی کوئی مناسبت نہیں بنتی یا ذہنوں میں واقعہ کی اہمیت کم ہوجاتی ہے جس وجہ سے تاثیر میں فرق آجاتا ہے۔

بعض اوقات حکمت کا تقاضہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غلط کام اور بڑی غلطی پر تنبیہ اس وقت تک متاخر کردیا جائے جب تک لوگوں کی مناسب تعداد جمع نہیں ہوجاتی، اس لیے کہ سامعین کی تعداد اتنی نہیں ہوتی کہ تنبیہ سے مناسب فائدہ حاصل ہو یا زیادہ لوگوں تک بات پہنچا سکیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوبارہ تنبیہ کی جائے ایک بار فوری طور پر متعلقہ افراد کے سامنے کردی جائے اور دوسری بار مناسب وقت پر عوام کو بات سمجھادی جائے۔

چھٹا کام: کس طرح تنبیہ کرنی ہے؟ اسلوب تنبیہ کے لیے ان نوعیتوں پر غور کریں

1) غلطی کرنے والے کون ہیں؟

(1) یہ دیکھیں: لاعلمی، ناواقفی کی وجہ سے غلطی کررہا ہے یا غفلت لاپرواہی کی وجہ سے غلطی کررہا ہے۔

(2) یہ بھی دیکھیں: نااہل نے اجتہاد کیا ہے یا اہل کی اجتہادی غلطی ہے؟

(3) یہ بھی دیکھیں: غلطی کرنے والے کا مقام، مرتبہ، عمر، علم، عمل، احسانات، قربانیاں، اختیارات، گزشتہ زندگی کی کارکردگی کے اعتبار سے کیا ہے؟

یہ بات بہت اہم ہے کہ غلطی کرنے والا جب اپنی غلطی سے رجوع کرکے توبہ کرلے یا معذرت کرے، تو پھر اس کے مقام و مرتبہ کا مناسب خیال رکھا جائے تاکہ وہ راہ راست پر قائم رہ کر لوگوں کے ساتھ حسب معمول زندگی گزار سکے۔

تنبیہ کرنے والے کو اس بات کا احساس کرنا چاہیے کہ کسی ساتھی پر وقتی طور پر انسانی کمزوری کا غلبہ ہوسکتا ہے اور اگر کسی پرانے رفیق سے کوئی بڑی غلطی سرزد ہوجائے تو اس کا سختی سے مؤخذہ نہ کیا جائے

غلطی کو بہت بڑی یا معمولی قرار دیتے وقت اور غلطی کرنے والے کے بارے میں موقف طے کرتے وقت اس کی گزشتہ بڑی بڑی نیکیوں کو نظر انداز کیا جائے۔

(4) یہ بھی دیکھیں: غلطی کرنے والے کے دل میں آپ کا کیا مقام ہے؟ اپنے برابر سمجھتا ہے یا اپنے سے بڑا سمجھتا ہے یا اپنے سے چھوٹا سمجھتا ہے؟

بعض اوقات ایک شخص کی ایسی سختی برداشت کرلی جاتی ہے جو دوسروں کی طرف سے ہوتو برداشت نہیں کی جاتی، کیونکہ اس کو وہ مقام یا اختیار حاصل ہوتا ہے جو دوسروں کو نہیں ہوتا۔ مثلاً باپ کو بیٹے پر، استاد کو شاگرد پر، محتسب کو عام آدمی پر وہ اختیار حاصل ہے جو دوسروں کو نہیں ہے۔ اپنے سے بڑی عمر والے سے اس انداز سے بات نہیں کی جاتی جس طرح ہم عمر سے یا چھوٹے سے کی جاتی ہے۔ رشتہ دار اور اجنبی برابر نہیں۔ صاحب اختیار کی حالت وہ نہیں ہے جو اختیار نہ رکھنے والے کی ہے۔ اس فرق کو پیش نظر رکھ کر تنبیہ اور اصلاح کرنے والا ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھ سکتا ہے اور معاملات کو صحیح طور پر پرکھ سکتا ہے، تاکہ غلطی سے منع کرنے یا اصلاح کرنے کی کوشش میں اس سے بڑی غلطی پیدا نہ ہوجائے۔ تنبیہ کس درجہ کی ہو اور اس میں سختی یا نرمی کا کیا معیار رکھا جائے، اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ غلطی کرنے والے کے دل میں منع کرنے والے کا کیا مقام ہے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تنبیہ اور اصلاح کرتے وقت آپ اپنے مقام کا غلط اندازہ نہ لگائیں، اور خود کو اپنے حقیقی مقام سے بلند تر مقام پر رکھ کر اس انداز سے کام نہ کریں جو اس کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ اس طرح لوگ اس سے دور ہٹیں گے اور اصل مقصد کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہو گی۔

(5) یہ بھی دیکھیں:

1) غلطی کرنے والا نیا ہے یا پرانا

2) پہلی بار غلطی کر رہا ہے یا عادی ہے کئی بار سمجھایا جا چکا ہے؟

3) سرعام کھلم کھلا غلطی کرنے والا ہے یا چھپ کر غلطی کر رہا ہے؟

4) مسلسل پے در پے غلطی کرنے والا ہے یا طویل عرصے کے بعد غلطی دہرانے والا ہے؟

5) کسی مجبوری کی وجہ سے غلطی کی ہے یا بغیر کسی مجبوری کے غلطی کی؟

6) کمزور (عورت/ بچہ/ ناتجربہ کار/ بیمار/ پریشان) ہے یا کمزور نہیں ہے؟

7) غلطیوں کی تاویلیں کرنے والا ہے یا اعتراف اور تسلیم کرنے والا ہے؟

8) شری ہے (تنبیہ کے نتیجہ میں شر کا اندیشہ ہے) یا شری نہیں ہے؟

9) بہت زیادہ محسوس کرنے والا، بات دل پر لینے والا ہے یا ایسا نہیں ہے؟

2) غلطی کیسی ہے؟

(1) یہ دیکھیں: غلطی چھوٹی ہے قابل معافی ہے یا بڑی ہے یا بہت بڑی ہے؟

(2) یہ بھی دیکھیں: فطری غلطی ہے (غلطی کرنے والا جس طبقہ (عورت/ بچہ/ نوجوان وغیرہ) سے ہے، یہ غلطی اس طبقے کی فطرت ہے) یا فطری غلطی نہیں ہے؟

ظاہر مصلحتوں کے خلاف بڑوں کے فیصلوں پر چھوٹوں کا جذباتی ہونا فطری ہے۔ بڑوں

کواس پر جذباتی نہیں ہونا چاہیے۔

اس کی ایک مثال عورتوں' اورخصوصاً سوکنوں میں رقابت کا جذبہ ہے۔ بعض اوقات اس جذبہ کے زیراثر عورت سے ایسی غلطی سرزد ہوجاتی ہے کہ اگر کسی اور انسان سے عام حالات میں سرزد ہوتو اس سے بالکل مختلف طریقے سے سلوک کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کی باہمی رقابت اور اس کے نتیجے میں وقوع پذیر ہونے والی غلطیوں کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے' اور اس میں عدل وانصاف کے ساتھ ساتھ صبر' برداشت اور تحمل کا اظہار ہوتا تھا۔

(3) یہ بھی دیکھیں: یہ غلطی اس ماحول میں بہت عام ہے یا ایسا نہیں ہے؟

اسلوب تنبیہ متعین کرنے میں جن امور کا دخل ہے' ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس ماحول کو مدنظر رکھا جائے جس میں غلطی کا صدور ہوا ہے۔ مثلاً اس ماحول میں اکثر لوگ سنت پر عمل کرنے والے ہیں یا بدعت کا رواج ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس ماحول میں وہ غلطی کتنی عام ہے' یا اس کے جواز کا فتویٰ دینے والا کوئی نام نہاد یا متساہل عالم تو موجود نہیں جس کے علم پر اس غلطی کا ارتکاب کرنے والا اعتماد کرتا ہو۔

(4) یہ بھی دیکھیں: غلطی پر معذرت طلب کی گئی ہے یا نہیں کی؟

(5) یہ بھی دیکھیں: غلطی مشترکہ دو فریقوں کی ہے یا غیر مشترکہ ایک فریق کی؟

(6) یہ بھی دیکھیں: غلطی کی بنیاد کوئی غلط نظریہ/تصور ہے یا ایسا نہیں ہے؟

ساتواں کام: اسلوب تنبیہ (تنبیہ کیسے، کہاں، کتنے اور کس انداز سے کرنی ہے)

(1) جہاں غلطی پر جری ہونے کا اندیشہ ہو وہاں صرف چشم پوشی اور لاعلمی کا اظہار مفید ہوتا ہے۔ جیسے منافقین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2)تنبیہ اور اصلاح میں اکثر اوقات نظری تعلیم کے بجائے عملی تعلیم زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔
نیز تنبیہ کی حکمت میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ غلطی کرنے والے کو وہی کام دوبارہ کرنے کو کہا جائے ممکن ہے وہ اپنی غلطی سمجھ جائے اور خود ہی اس کی اصلاح کر لے، بالخصوص جبکہ غلطی واضح ہو جو اس جیسے شخص سے نہیں ہونی چاہیے۔ممکن ہے وہ بھول گیا ہو اور دوبارہ کرتے ہوئے اسے یاد آجائے۔
(3) بعض اوقات غلطی کرنے والے کو مخاطب بنائے بغیر تعریض/ اشارہ کنایہ کے طور پر تنبیہ بھی مفید ہوتی ہے
(4) غلطی کرنے والے کو مخاطب بنائے بغیر عمومی خطاب کے ذریعہ اگر تنبیہ مفید اور کار آمد ہو تو براہ راست مخاطب بنا کر تنبیہ نہ کی جائے۔

اس اسلوب کے فائدے:

1)غلطی کرنے والے کی طرف سے منفی ردعمل کا خطرہ نہیں ہوتا۔
2)اس اسلوب کو زیادہ قبول کیا جاتا ہے اور دل پر اس کا زیادہ گہرا اثر ہوتا ہے۔
3)اس سے غلطی کرنے والے کی پردہ پوشی ہوتی ہے۔
4)غلطی کرنے والے کے دل میں نصیحت کرنے والے کی قدر و منزلت اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ اسلوب اس وقت استعمال کرنا چاہیے جب اس کی غلطی عام لوگوں سے پوشیدہ ہو۔لیکن اگر اکثر لوگوں کو اس کا علم ہو، اور اسے معلوم ہو کہ اکثر لوگ یہ بات جانتے ہیں، تو اس صورت میں یہ اسلوب سخت زجر و توبیخ کا حامل اور غلطی کرنے والے کے لیے سخت تکلیف دہ بن جاتا ہے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(5) بعض اوقات کوئی کام سارا کا سارا غلط نہیں ہوتا، اس صورت میں حکمت کا تقاضہ ہے کہ صرف اتنی چیز کو غلط کہا جائے جو غلطی پر مشتمل ہے پوری بات یا سارے عمل کو غلط قرار نہیں دیا جائے گا۔

بعض لوگ غلطی دیکھ کر اس قدر غضب ناک ہوتے ہیں کہ وہ اس کی صحیح اور غلط پر مشتمل پوری بات کو غلط کہہ کر رد کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے غلطی کرنے والا بھی اپنی غلطی تسلیم کر کے اصلاح پر آمادہ نہیں ہوتا۔

(6) اگر غلطی کرنے والے کی غلطی کا عام لوگوں کو علم نہ ہو تو تنہائی میں تنبیہ زیادہ مفید ہوگی۔

(7) جہاں کچھ غلطی کی طرف اشارہ کر کے باقی تفصیل بیان نہ کرنا مفید ہو تو خواہ مخواہ پوری تفصیل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(8) غلطی کی وجہ سے کونسا شرعی حکم متاثر ہو رہا ہے/ کیا دنیاوی نقصان ہو رہا ہے/ ہوسکتا ہے؟ اگر غلطی کرنے والا ان سے واقف نہیں ہے تو ان خرابیوں، نقصانات، برے نتائج اور آئندہ ان سے بچنے کی تدبیر کو بھی بتانا ضروری ہے، کیونکہ بعض اوقات غلطی کا نتیجہ خود غلطی کرنے والے کے حق میں برا ہوتا ہے، بعض اوقات اس کے نتیجہ میں دوسروں کو بھی نقصان ہوسکتا ہے۔

(9) اگر غلطی کی بنیاد کسی غلط نظریہ یا تصور پر ہو تو وہاں صرف غلط پر تنبیہ کرنا کافی نہیں ہوگا، بلکہ تنبیہ کے ساتھ ساتھ اس غلط نظریہ اور تصور کی اصلاح اور وضاحت کرنا بھی ضروری ہوگا۔

(10) بعض اوقات غلطی بالکل واضح ہوتی ہے اس صورت میں بغیر کسی تمہید کے تنبیہ کرنا کافی ہے، تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(11) بعض دفعہ غلطی سنگین ترین ہوتی ہے تو اس غلطی کی سنگینی کا احساس ابھارنے کے لیے بار بار تنبیہ کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ مخاطب کے علاوہ دیگر سامعین کو بھی غلطی کی سنگینی کا احساس ہو جائے۔

(12) اگر غلطی اپنوں سے ناسمجھی کی بناء پر ہوئی ہو تو غلط فہمی دور کر کے اپنائیت کا احساس دلا کر احسانات کا اظہار و اعتراف کر کے تنبیہ کرنا مفید ہوتا ہے۔

(13) غلطی کرنے والا اگر زیر تربیت ہو تو غلطی کی سنگینی کا احساس دلانے کے لیے غلطی کو اس کے مزاج کا حصہ قرار دینا اصلاح کے لیے مفید ہوتا ہے۔

(14) اگر غلطی کے اثرات و نتائج بہت برے نکل سکتے ہوں تو غلطی کرنے والے پر بہت زیادہ ناراضگی و غصہ کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

(15) اگر غلطی پر تنبیہ کا کوئی اور طریقہ مفید نہ ہو تو غلطی کرنے والے سے اعراض اور بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔

(13) اگر غلطی کرنے والے کو تنبیہ کرنے سے کسی فتنہ و فساد یا انتشار کا اندیشہ ہو تو تنبیہ سے پہلے غلطی کرنے والے کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کرنا ضرری ہے تاکہ انتشار سے بچا جا سکے۔

اس کے برعکس ایک دوسرا اسلوب ہے جو اور قسم کے حالات میں اور دوسرے قسم کے افراد کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ غلطی کرنے والے کو عام لوگ ناجائز طور پر تنگ نہ کریں۔

(14) جہاں تنبیہ ضروری ہو لیکن تنبیہ کی کوئی صورت ممکن نہ ہو اور نہ ہی اصلاح کی توقع ہو تو ظالم کے خلاف صرف دعا اور اللہ سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔

جن کاموں میں تدبیر چل سکتی ہے اس میں تو دعا اور تدبیر دونوں کو اختیار کیا جائے اور جو

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اختیار میں نہیں ہے اس میں دعا زیادہ مانگنی چاہیے حتی کہ اس میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی کرتے رہنا چاہیے۔ (حیات المسلمین، روح ششم)

مشترکہ غلطی میں تنبیہ کے اسلوب

(1) جہاں غلطی دو فریقین کے درمیان مشترک ہو وہاں فریقین کو تنبیہ کرنا ضروری ہے۔

(2) فریقین کے درمیان مداخلت کرکے جذبات ٹھنڈے کرنا تاکہ فتنہ بڑھنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

(3) اگر ایک فریق کی غلطی کے نتیجے میں دوسرا فریق متاثر ہوا ہو تو تنبیہ کے ساتھ ساتھ غلطی کرنے والے فریق سے معذرت اور معافی بھی منگوانی ضروری ہے۔

(4) اگر ایک فریق کی غلطی کے نتیجے میں دوسرے فریق کا مالی نقصان ہوا ہو تو تنبیہ کے ساتھ ساتھ نقصان کی تلافی کرنا بھی ضروری ہوگا۔

جذباتی تنبیہ سے بچنے کے جو اصول ذکر کیے گئے ہیں کتاب کے آخر میں صفحہ: پر ان کی ایک چیک لسٹ بنائی گئی ہے اس کے ذریعہ کبھی کبھی اپنا احتساب کرنا مفید ثابت ہوگا۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

چھٹی بات: گناہوں سے نہ بچنا، گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ نہ کرنا

گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں پھر باہمی اختلاف، نفرتوں، عداوتوں کا عذاب مسلط کر دیتے ہیں۔ (احسن الفتاوی: 1/21)

- **گناہ رشتوں ناطوں میں جدائی کی اہم وجہ ہے۔**

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جن 2 لوگوں میں باہم اللہ کے لیے محبت ہو تو ان میں جدائی اور تفریق صرف اس گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جو ان میں سے کسی ایک سے سرزد ہو گیا ہو۔ (بخاری، رقم: 401)

قرآن کریم میں ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۔ (انعام: 65)

کہو کہ: وہ اس بات پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے (نکال دے) یا تمہیں مختلف ٹولیوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے بھڑا دے اور ایک دوسرے کی طاقت کا مزہ چکا دے۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا:

اوپر کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ اور بے رحم حکام مسلط ہوجائیں۔

قرآن کریم میں ہے:

وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. (انعام:129)

اوراسی طرح ہم ظالموں کوان کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ایک دوسرے پر مسلط کردیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے:

كَمَا تَكُونُونَ كَذَٰلِكَ يُؤمر عَلَيْكُم (مشکوٰۃ،رقم:3717)

تم جیسے ہوں گے ویسے ہی حکمران تم پر مسلط کیے جائیں گے۔

مشہور مقولہ اَعْمَالُكُمْ عُمَّالُكُمْ کا یہی مفہوم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں سب بادشاہوں کا مالک اور بادشاہ ہوں ، سب بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں، جب میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں اور حکام کے قلوب میں ان کی شفقت ورحمت ڈال دیتاہوں، اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حکام کے دل میں اُن پر سخت کردیتاہوں ، وہ ان کو ہرطرح کا بُراعذاب چکھاتے ہیں، اس لیے تم حکام اورامراء کو بُرا کہنے میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اوراپنے عمل کی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ، تاکہ تمہارے سب کاموں کو درست

کردے۔(معارف القرآن:3/260)

اور نیچے کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ اپنے نوکر، غلام، خدمت گار، ماتحت ملازم بے وفا، غدار، کام چور اور خائن ہوجایں۔(درس قرآن، درس:412، ماجدی، کبیر، کشاف، مظہری، معارف القرآن)

ان روایات اور آیتِ مذکورہ کی متذکرہ تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ انسان کو جو تکالیف اور مصائب اپنے حکام کے ہاتھوں پہنچتے ہیں وہ اوپر سے آنے والا عذاب ہے، اور جو اپنے ماتحتوں اور ملازموں کے ذریعہ پہنچتے ہیں وہ نیچے سے آنے والا عذاب ہے، یہ سب کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہوتے، بلکہ ایک قانونِ الٰہی کے تابع انسان کے اعمال کی سزا ہوتے ہیں۔(معارف القرآن:3/260)

مزدوروں، کسانوں، ملازموں کی طرف سے تحریکیں چلیں، روزمرہ کی ایجی ٹیشن، انجمن سازی ہو، فرائض سے غفلت حقوق کے مطالبات ہونے لگتے ہیں۔

الغرض: اوپر والے نیچے والوں کو کچلتے ہیں اور نیچے والے اوپر والوں کا چین حرام کردیتے ہیں۔ کارخانے داروں کو مزدور پریشان کرتے ہیں، زمیندار اور وڈیروں کو مزارع تنگ کرتے ہیں، کرایہ دار مالک مکان و دکان سے برسر پیکار رہتا ہے اور ماتحت ملازمین اپنے افسران کے ناک میں دم کردیتے ہیں یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہتا ہے اور اوپر والوں اور نیچے والوں دنوں کے لیے عذاب الٰہی ثابت ہوتے ہیں۔

(معالم العرفان، انعام:65)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> جب مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو میں اس کا اثر اپنے نوکر اور اپنی سواری کے گھوڑے اور باربرداری کے گدھے کے مزاج میں محسوس کرنے لگتا ہوں کہ یہ سب میری نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔

(معارف القرآن:3/360)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تیسری قسم کا عذاب: آپس میں پھوٹ ڈال دی جاتی ہے، لڑائی، جھگڑے پیدا کر دیے جاتے ہیں، گروہ کو گروہ سے بھڑا دیا جاتا ہے، قومیں نسلی، لسانی، وطنی قومیتوں میں بٹ جاتے ہیں۔ انسان کا ملک الموت انسان کو بنا دیا جاتا ہے۔

اس آیت میں "عذاباً" کو تنوین کے ساتھ نکرہ لاکر عربی قواعد کے اعتبار سے اس پر بھی متنبہ کر دیا کہ ان تینوں قسموں کے عذابوں کی بھی مختلف قسمیں ہوسکتی ہیں۔

(معارف القرآن:3/360)

قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ۔ (هود:119)

اور وہ برابر اختلاف میں رہیں گے، البتہ جن پر تمہارا پروردگار رحم فرمائے گا (ان کی بات اور ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپس میں (بلا وجہ شرعی) اختلاف کرتے ہیں وہ رحمت خداوندی سے محروم ہیں یا دور ہیں۔ (معارف القرآن)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (مائدۃ:14)

اور جن لوگوں نے کہا تھا کہ ہم نصرانی ہیں، ان سے (بھی) ہم نے عہد لیا تھا، پھر جس چیز کی ان کو نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک بڑا حصہ وہ (بھی) بھلا بیٹھے۔ چنانچہ ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک کے لیے دشمنی اور بغض پیدا کر دیا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

(مائدۃ:64)

اور یہودی کہتے ہیں کہ: اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ہاتھ تو خود ان کے بندھے ہوئے ہیں اور جو بات انہوں نے کہی ہے اس کی وجہ سے ان پر لعنت الگ پڑی ہے، ورنہ اللہ کے دونوں ہاتھ پوری طرح کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور (اے پیغمبر) جو وحی تم پر نازل کی گئی ہے وہ ان میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ کر کے رہے گی، اور ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک کے لیے عداوت اور بغض پیدا کر دیا ہے۔

وضاحت: مذکورہ دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ جب قومیں اللہ کی کتاب، آسمانی ہدایات کو بھلا دیتی ہیں ضائع کر دیتی ہیں اور زندگی گزارتے وقت احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔ اللہ کے دین کے ساتھ ان کے رویئے گستاخانہ ہو جاتے ہیں تو سزا کے طور پر باہمی اتفاق واتحاد، الفت ومحبت کی نعمت ان سے چھین لی جاتی ہے اور لڑائی جھگڑے اختلاف، انتشار بغض وعداوت کا عذاب ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ پھر لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان رہتے ہیں کہیں خاندانی جھگڑے تو کہیں معاشی اور سیاسی اختلاف، الغرض زندگی ایک عذاب بن جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو اسے محبوب رکھ۔ فرمایا: پس جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر آسمان میں منادی

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب کسی بندے کے لیے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (وہ دنیا والوں کے لیے مقبول ہوجاتا ہے) اور پھر زمین والوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہی ہے اللہ تعالیٰ کے قول" ان الذین آمنوو عملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا "(مریم:96) (بے شک جولوگ ایمان لاتے ہیں، اور نیک عمل کرتے ہیں اللہ ا کے لیے (لوگوں کے دلوں میں) محبت پیدا کردے گا) کا مطلب ہےاور جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرائیلؑ کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں تو بھی اسے مبغوض رکھ پس جبرائیلؑ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے عداوت رکھ دی جاتی ہے۔

(جامع الاصول، رقم:4784، خ،م،ط،ت)

علاج/حل

اس کا حل یہی ہے کہ سب اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بے راہ روی سے باز آجائیں تو قدرت خود ایسے حالات پیدا کردیگی کہ یہ اختلاف وانتشار، محبت والفت سے بدل جائے گا ورنہ صرف مادی تدبیروں کے ذریعہ ان حالات کی اصلاح نفس کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

خلق را با تو چنیں بدخو کنند   تا ترا ناچار رو آنسو کنند۔

(معارف القرآن، انعام:65)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

جس طریقہ سے انسان کے اعضا کو جمع رکھنے والی چیز روح ہے اسی طرح معاشرہ میں پھیلے انسانوں مختلف خاندان ،قوموں کو جمع رکھنے والی چیز دین ہے، خاندان میں ،قوم قبیلہ میں دین ہوگا تو وہ آپس میں اتحاد واتفاق سے رہیں گے۔ ورنہ کوئی چیز ان کو افتراق وانتشار سے نہ بچا سکے گی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو ایک خط لکھا کہ مجھے مختصر نصیحت کریں، حضرت عائشہؓ نے جواب میں یہ حدیث لکھ کر بھیج دی:

مَنِ التَمَسَ رِضَاءَ اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ التَمَسَ رِضَاءَ النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ۔ (جامع الاصول، رقم:9352، ترمذی، رقم:2414)

جو لوگوں کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو تو لوگوں سے پہنچنے والی تکلیف کے سلسلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہوگا اور جو اللہ کی ناراضگی میں لوگوں کی رضا کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اسے تکلیف دینے کے لیے مقرر کردے گا۔

''خدا کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی نہ کرو کیونکہ لوگوں کے بدلے دوسرے لوگ مل سکتے ہیں مگر خدا کے بدلے کوئی دوسرا خدا نہیں مل سکتا''

اللہ والے جب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے تو ایک دوسرے کو یہ یاددہانی کراتے:

مَنْ أَصْلَحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ كَفَاهُ اللهُ النَّاسَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: 19/307، رقم: 36135)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے لوگوں کے لیے کافی ہو جاتے ہیں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ایک اللہ والے سے بعض جوڑوں نے شکایت کی کہ ہم میاں بیوی کی بنتی نہیں ہے۔ پوچھا: کیوں؟ بس جی ہمارے دل ایک دوسرے سے بہت کھٹے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم دلوں کی ایلفی استعمال کرو۔ اب وہ حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ کونسی ایلفی استعمال کریں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ایلفی چیزوں کو آپس میں جوڑ دیتی ہے، اسی طرح ایک ایلفی دلوں کو بھی جوڑ دیتی ہے اور وہ ایلفی شریعت ہے۔ تم دین والی زندگی گزارنی شروع کرو، اللہ تعالیٰ تم میاں بیوی کے دلوں کو اسی طرح جوڑ دیں گے جیسے ایلفی دو چیزوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتی ہے اور واقعی جو محبتیں، جو پیار دیندار جوڑے آپس میں کرتے ہیں، فسق و فجور میں زندگی گزارنے والوں کو اس کا پتہ ہی نہیں ہے۔

باب 3:

صلہ رحمی اور رشتہ داری نبھانے کے طریقے

پہلا طریقہ: رشتہ داروں کے لیے اچھا سوچنا مثبت سوچنا منفی سوچ سے بچنا

دوسرا طریقہ: رشتہ داروں سے میل ملاقات، سلام دعا، رابطے، تعلقات رکھنا، اور ملاقات کے وقت اچھے انداز سے ملنا

تیسرا طریقہ: رشتہ دار کی دنیاوی ضرورت حاجت (جانی مالی وغیرہ) کے وقت تعاون، اعانت اور مدد کرنا

چوتھا طریقہ: رشتہ داروں کی اخروی ضرورت حاجت پورا کرنا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

پہلا طریقہ: رشتہ داروں کے لیے اچھا سوچنا مثبت سوچنا منفی سوچ سے بچنا

(1) سب کا بھلا چاہنا، سب کے لیے خیر خواہی کا جذبہ، مفادی نہیں معادی سوچ یعنی لینے کے بجائے دینے کا جذبہ، حاجتمندوں کی اعانت، سخاوت (جان، مال، صلاحیتوں سے)، ہر حق والے کے حق کی ادائیگی کی فکر، عدل وانصاف سے بڑھ کر احسان ایثار، عفو ودرگزر، صبر وتحمل، قناعت کا جذبہ ہو۔

(2) سب کو قابل اہمیت اور عزت سمجھنا، چھوٹا بن کر رہنا، امتیازی شان، نام نمود اور شہرت کی طلب نہ رکھنا۔

- تعلق باقی رہے یا نہ رہے احترام ہمیشہ باقی رہنا چاہیے۔ یہ انسان کے معیاری اور خاندانی ہونے کی دلیل اور کسوٹی ہے۔
- تعلق اور رشتے فرصت نہیں بلکہ عزت کے محتاج ہوتے ہیں جتنی عزت دی جائے اتنے ہی گہرے ہوتے ہیں۔
- جب تعلق اچھے رہیں ہوں تو ان کے خراب ہونے پر خاموشی اختیار کر لینی چاہیے ذاتی حملے کرنا کم ظرفی ہوتی ہے۔
- رشتے کی پہلی شرط عزت ہوتی ہے جو عزت نہیں دے سکتا وہ رشتہ بھی نہیں نبھا سکتا۔ تعلقات بغیر محبت کے تو قائم رہ سکتے ہیں مگر بغیر احترام کے نہیں۔
- کسی رشتے کو کتنی محبت سے باندھا جائے لیکن اگر عزت اور لحاظ چلا جائے تو محبت بھی

چلی جاتی ہے۔

● رشتوں کو ایسی محبت اور احترام سے نبھایا کرو جیسے شہد کی مکھی پھولوں سے اگر رس نکال بھی لے تب بھی پھولوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہونے دیتی ہے۔

(3) جو اپنے لیے پسندیدہ ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرنا جو اپنے لیے ناپسند ہو دوسروں کے لیے ناپسند کرنا۔

(4) جڑنے جوڑنے کا، صلہ رحمی کا جذبہ ہو، محبت کرنا محبتیں پھیلانا، اللہ کے لیے محبت کرنا اللہ ہی کے لیے بغض رکھنا، سینہ کو بلاوجہ کی کدورت، نفرت، حسد، کینہ، بغض سے پاک رکھنا۔

● لوگ ہمیں لوگوں کے خلاف کر کے خود انہی سے دوستیاں پال لیتے ہیں۔

● شیطان خدا کی عبادت سے نہیں بلکہ انسان سے محبت کرنے کا منکر تھا، انسانیت سے محبت کریں۔

دسمبر جانے والا ہے چلو ایک کام کرتے ہیں
پرانے باب بند کر کے نظر انداز کرتے ہیں
نئے سپنے سبھی بُن کر اُلفت کے راستے چن کر
وفا داری پہ جینے کی راہیں ہموار کرتے ہیں
بھلا کر رنجشیں ساری مِٹا کر نفرتیں دِل سے
معافی دے دلا کر اب دِل اپنے صاف کرتے ہیں
جہاں پر ہوں سبھی مُخلص نہ ہو دِل کا کوئی مُفلس
اِک ایسی بستی اپنوں کی کہیں آباد کرتے ہیں
جو غم دیتے نہ ہوں گہرے ہوں سانجھی سب وہاں ٹھہرے
سب ایسے ہی مکینوں سے مکاں کی بات کرتے ہیں

نہ دیکھا ہو زمانے میں نہ پڑھا ہو فسانے میں
اب ایسے جنوری کا ہم سبھی آغاز کرتے ہیں

لوگوں کا دل جیتنے کا مقصد رکھو، ورنہ تو سکندر دنیا جیت کر بھی خالی ہاتھ ہی دنیا سے گیا تھا۔

ہمیشہ جوڑنے کی کوشش کیجئے توڑنے کی نہیں، دنیا میں سوئی بن کر رہے قینچی بن کر نہیں، کیونکہ سوئی دو کو ایک کر دیتی ہے اور قینچی ایک کو دو کر دیتی ہے۔

مصالحے کھانوں میں استعمال کریں، رشتوں میں نہیں۔

توڑنا نہیں جوڑنا سیکھیں کیونکہ توڑنے والوں کی حویلیاں ویران اور جوڑنے والوں کی قبریں آباد رہتی ہیں۔

دنیا کے سبھی لوگ خوبصورت ہیں، بدصورتی تو ہمارے رویوں اور سوچوں میں ہے۔

بار بار ہاتھ دھو رہے ہو کبھی دل دھو لو، نفرتیں بھی تو وباء کی طرح پھیل رہی ہیں۔

(5) بلا وجہ کسی سے بدگمانی، شک وشبہ نہ کرنا، نیتوں پر حملہ نہ کرنا۔ الزام نہ لگانا

(6) حساسیت سے بچنا، چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑا نہ بنانا۔ ظرف وسیع ہو تو تعلق کو موت نہیں آتی، اچھے لوگوں سے تعلقات اور ان سے وابستہ اچھی یادیں ہمیشہ دلوں میں زندہ رہتی ہیں۔

(7) کسی سے اختلاف ہو جائے تو انتقامی جذبہ سے بچنا۔

بہترین تعلق کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ وہ آپ سے اختلاف اور ناراضگی کے باوجود بھی آپ کا خیال رکھنا اور فکر کرنا نہیں چھوڑتا۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

دوسرا طریقہ: رشتہ داروں سے میل ملاقات، سلام دعا، رابطے، تعلقات رکھنا، اور ملاقات کے وقت اچھے انداز سے ملنا

(1) سچے رشتوں کو کچھ نہیں چاہیے ہوتا سوائے وقت اور عزت کے۔

(2) رشتوں کو باقی رکھنے کے لیے رابطے ضروری ہیں کیونکہ بھول جانے سے تو اپنے ہاتھ سے لگائے درخت بھی سوکھ جاتے ہیں۔

(3) انگلیاں نبھا رہی ہیں رشتوں کو آج کل اب زبان کو نبھانے میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔

(4) لوگ اکثر کہتے ہیں زندہ رہے تو پھر ملیں گے۔ مگر ایک دوست نے کیا خوب کہا: ملتے رہیں گے تو زندہ رہیں گے۔

(5) کچھ عرصے کے لیے رابطے میں پہل کرنا چھوڑ دیجئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کتنے مردہ پودوں کو پانی دے رہے ہیں۔

(6) دوری سے دوری بڑھتی ہے، یعنی جسمانی دوری قلبی و دماغی دوری کا باعث بن جاتی ہے۔

(6) فاصلے بڑھتے ہیں تو غلط فہمیاں بھی بڑھ جاتی ہیں پھر وہ بھی سنائی دیتا ہے جو کہا بھی نہ ہو۔

(7) ایک دوسرے کے گھروں میں آتے جاتے رہیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کے یا ان کے

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

جانے کا وقت آ جائے۔ ایک صاحب کہتے ہیں: ایک فوتگی کے موقع پر میں نیم غنودگی میں کچھ سویا ہوا تھا اور کچھ جاگا ہوا نیم دراز سا پڑا تھا، وہاں بچے بھی تھے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک بچے کی بات نے مجھے چونکا دیا وہ کہہ رہا تھا کہ: کوئی فوت ہو جائے تو بڑا مزہ آتا ہے ہم سب اکٹھے ہو جاتے ہیں اور سارے رشتہ دار ملتے ہیں۔

(8) جب ہم رشتوں کے لیے وقت نہیں نکال پاتے تو وقت ہمارے درمیان سے رشتے نکال دیتا ہے۔

(9) خونی رشتوں میں جب دوریاں بڑھ جاتی ہیں تو اپنوں کی خبریں غیروں کی زبانی سننے کو ملتی ہیں۔

(10) رشتہ داروں سے ملاقاتیں اور رابطے اگر رہیں تو بہت سی غلط فہمیاں خود ہی دور ہو جاتی ہیں۔

(11) بعض فقہاء کے نزدیک رشتہ داروں سے ملاقات، رابطے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جمعہ کی جماعت کی نماز، لہٰذا بیماری وغیرہ جن شرعی عذر کی بناء پر جمعہ کی جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے اس قسم کا عذر ہو تو ملاقات کو چھوڑا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(کویتیہ، ارحام، فقرۃ:11)

- **اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی یہی تعلیمات ہیں۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بُلُّوا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ۔ (شعب الایمان، رقم:7602)

تم اپنی رشتہ داری کو تر کرو (یعنی رشتہ داری کو صلہ رحمی وحسنِ سلوک کر کے خشک نہ ہونے دو) اگرچہ سلام ہی کے ذریعہ سے کیوں نہ ہو۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ، أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔

(مسلم، رقم:348)

اے (میری بیٹی) فاطمہ! اپنے آپ کو آگ (یعنی جہنم کے عذاب) سے بچایئے، کیونکہ میں اللہ کے مقابلہ میں آپ کے لیے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں، سوائے اس کے کہ تمہارے لیے (میرے ساتھ) رحم (یعنی رشتہ داری) کا رشتہ ہے، جسے میں اس کی تریوں (یعنی نیک سلوک اور احسان) کے ساتھ تر کروں گا۔

صلہ رحمی کے عمل یعنی نیک سلوک اور احسان کرنے کو تر کرنے سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ نیک سلوک نہ کرنا، خشک رویہ کہلاتا ہے، جو کہ صلہ رحمی وحسنِ سلوک کے خلاف ہے۔

اور تر کرنے کے الفاظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح زمین پر پانی پڑنے سے زمین بارونق، بارآور اور ثمر آور ہوجاتی ہے، اسی طرح صلہ رحمی کے ذریعہ سے دنیا وآخرت بارونق اور ثمر آور ہوجاتی ہے۔

اور اس کے برخلاف قطع رحمی کرنے سے بنجر ہوجاتی ہے، جس طرح زمین، پانی کے نہ ہونے سے بنجر ہوجاتی ہے۔

نیز تر کرنے سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جس طرح پانی آگ اور گرمی کی شدت کو ختم یا کم کردیتا ہے، اسی طرح صلہ رحمی دنیا وآخرت کے عذاب اور وبال کی شدت کو ختم یا کم کردیتی ہے۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

• عام مسلمانوں کی زیارت اور ملاقات کی بہت فضیلت ہے تو رشتہ داروں کی کتنی ہوگی؟

(1) آپس کی ملاقات اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللهُ لَهُ، عَلَى مَدْرَجَتِهِ، مَلَكًا فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا، غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكَ، بِأَنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ۔ (مسلم، رقم:2567)

ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لیے گیا، تو اللہ نے اس کے لیے آگے ایک فرشتہ کو بھیجا، جب وہ فرشتہ کے پاس آیا تو فرشتے نے کہا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ تو اس نے کہا میں اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتا ہوں، فرشتے نے کہا کہ کیا آپ کا اس پر کوئی احسان ہے جس کا بدلہ چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ نہیں سوائے اس کے کہ میں اس سے اللہ عزوجل کے لیے (نہ دنیاوی اور نفسانی غرض سے) محبت رکھتا ہوں، اس فرشتے نے کہا کہ میں آپ کی طرف اللہ کا قاصد بن کر آیا ہوں، بے شک اللہ آپ سے اسی طرح محبت فرماتا ہے، جس طرح آپ اپنے بھائی سے (مخلصانہ اور بے غرض) محبت کرتے ہو۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي للمتزاورين فِي، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَصَافِينَ فِيَّ الْمُتَوَاصِلِينَ۔

(مسند احمد، رقم:22002، کویتیة، زیارة، فقرة:7)

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوچکی ہے جو صرف میری وجہ (یعنی میرے حکم) سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوچکی ہے جو صرف میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوچکی ہے جو صرف میرے وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور میری محبت ان لوگوں کے لیے ثابت ہوچکی ہے جو صرف میری وجہ سے ایک دوسرے سے صلہ (یعنی جوڑ و تعلق) رکھتے ہیں۔

(2) آپس کی ملاقات جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ أَتَى أَخًا لَهُ يَزُورُهُ فِي اللهِ إِلَّا نَادَاهُ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ طِبْتَ، وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللهُ فِي مَلَكُوتِ عَرْشِهِ: زَارَ فِيَّ وَعَلَيَّ قِرَاهُ، فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُونَ الْجَنَّةِ۔ (مسند ابی ایعلی، رقم:4140)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بندہ بھی اپنے بھائی کی اللہ کی رضا کی خاطر زیارت کرنے کے لیے آتا ہے تو آسمان سے ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے کہ تو خوش نصیب ہے، اور تجھ کو جنت پسند کرتی ہے،

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ورنہ اللہ اپنے عرش کے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میری رضا کے لیے اس نے زیارت کی ہے، اور میرے ذمہ ہی اس کی مہمانی ہے اور میں اس کے لیے جنت کے علاوہ کسی مہمانی کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالصِّدِّيقُ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالرَّجُلُ يَزُورُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُورُهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَنِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْوَدُودُ الْوَلُودُ الْعَئُودُ عَلَى زَوْجِهَا الَّتِي إِذَا غَضِبَ جَاءَتْ حَتَّى تَضَعَ يَدَهَا فِي يَدِ زَوْجِهَا، وَتَقُولُ: لَا أَذُوقُ غُمْضًا حَتَّى تَرْضَى۔ (فوائد تمام الرازی، رقم: 1311)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں خبر نہ دے دوں جنت والے افراد کی؟ (پھر فرمایا کہ) نبی جنت میں ہے اور صدیق جنت میں ہے اور شہید جنت میں ہے اور نومولود (فوت شدہ بچہ) جنت میں ہے اور وہ آدمی جو اپنے (مسلمان) بھائی کی شہر کے کنارے پر جا کر زیارت کرتا ہے اور وہ صرف اللہ عزوجل کے لیے زیارت کرتا ہے وہ جنت میں ہے اور تمہاری عورتیں جنت والے افراد میں سے ہے جو (شوہروں سے) خوب محبت کرنے والی اور زیادہ اولاد والی ہوں، اور وہ اپنے شوہر کی طرف رجوع کرنے والی ہوں جب شوہر غصہ ہو تو آ کر اپنے ہاتھ کو شوہر کے ہاتھ میں دے دے اور یہ کہے کہ میں اس وقت تک نیند کا ذائقہ نہیں چکھوں گی جب تک آپ راضی نہ ہوں۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) آپس کی ملاقات میدان حشر میں نور کے ممبر، عرش کے سایہ کا ذریعہ ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ. قَالَ: فَخَرَجْتُ حَتَّى لَقِيتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ يَقُولُ: حَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ، وَحَقَّتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ۔ (مسند احمد، رقم:22064)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ اللہ کے لیے محبت کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے عرش کے سایہ میں، جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، حضرت ابومسلم خولانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، اور میں نے ان سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے رب تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا کہ میری محبت ان لوگوں کے حق میں ثابت ہوگئی جو میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، اور اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے نور کے منبروں پر عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- **رشتہ داروں سے قطع تعلق کر دینا بہت بڑا گناہ ہے**

(1) دنیاوی ناراضگی کی وجہ سے 3 دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا سخت گناہ ہے

حدیث میں آتا ہے:

چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" لاَ يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ ۔ (بخاری، رقم: 6077)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آدمی کے لے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ اس حال میں چھوڑے رکھے، کہ وہ دونوں ملاقات کریں، مگر یہ اُس سے اعراض کرے، اور وہ اس سے اعراض کرے، اور ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے، جو سلام کی ابتداء کرے۔

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَإِنْ كَانَ تَصَارَمَا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَنِ الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صُرَامِهِمَا، وَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا فَسَبْقُهُ بِالْفَيْءِ، كَفَّارَتُهُ فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلَى صُرَامِهِمَا لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا ۔ (مسند احمد، رقم: 16257، معجم الاوسط، رقم: 8930)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئی سنا کہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ تین راتوں سے زیادہ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تک قطع تعلقی کیے رکھے، پھر اگر وہ دونوں تین راتوں سے زیادہ قطع تعلقی پر قائم رہیں، تو وہ دونوں حق ہٹنے والے شمار ہوتے ہیں، جب تک کہ وہ قطع تعلقی کی حالت پر قائم رہیں، اور ان دونوں میں سے قطع تعلقی کو پہلے ختم کرنے والا (دراصل) قطع تعلقی کو ختم کر کے اس کا کفارہ کرنے والا ہے، پھر اگر یہ شخص دوسرے کو سلام کر لیتا ہے، اور دوسرا اس کے سلام کا جواب نہیں دیتا، اور اس کے سلام کو رد کر دیتا ہے، تو اس کے سلام کا جواب فرشتے دیتے ہیں، اور دوسرے کو (اس کے فعل سے خوش ہونے کی وجہ سے) شیطان جواب دیتا ہے، پھر اگر یہ (دونوں) قطع تعلقی کی حالت میں ہی فوت ہو جائیں، تو جنت میں کبھی بھی جمع نہیں ہوں گے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ناراضگی اگر تین دن سے کم تک ہو، تو گناہ نہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شریعت کے حکم کی وجہ سے کسی سے قطع تعلقی اختیار کی جائے، مثلاً کسی بدکار کی بدکاری سے بچنے، یا اس کو تنبیہ واصلاح کرنے کے لیے ہو تو یہ صورت ان حدیثوں کی وعید اور گناہ میں داخل نہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ ناراض ہونے والے افراد میں سے اگر ایک شخص سلام کر لیتا ہے، اور دوسرا جواب دے دیتا ہے، تو دونوں قطع تعلقی سے بری سمجھے جائیں گے، ورنہ سلام کرنے والا تو بہر حال بری ہو ہی جائے گا، کیونکہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کر چکا ہے، اب سلام کا جواب نہ دے کر دوسرا شخص قطع تعلقی کے وبال کا مستحق سمجھا جائے گا۔

(2) قطع تعلق کرنے والوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے، موقوف رہتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا۔

(مسلم، رقم:35-2565)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں، پھر ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا، مگر اس آدمی کی مغفرت نہیں کی جاتی کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو، جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو، یہاں تک کہ یہ صلح نہ کر لیں، ان دونوں کو چھوڑے رکھو، یہاں تک کہ یہ صلح نہ کر لیں، ان دونوں کو چھوڑے رکھو، یہاں تک کہ یہ صلح نہ کر لیں۔

(3) مغفرت کی راتوں میں بھی قطع تعلق کرنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ هٰذِهٖ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰهِ فِيْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبٍ لَا يَنْظُرُ اللهُ فِيْهَا إِلٰى مُشْرِكٍ وَلَا إِلٰى مُشَاحِنٍ وَلَا إِلٰى قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا إِلٰى مُسْبِلٍ وَلَا إِلٰى عَاقٍ لِوَالِدَيْهِ وَلَا إِلٰى مُدْمِنِ خَمْرٍ۔ (الترغیب والترھیب: رقم3825)

جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہ پندرہویں شعبان کی رات ہے اس میں اللہ اپنے بندوں کو بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی مقدار میں آگ سے آزاد کرتا ہے مگر اس میں کسی مشرک،

کینہ پرور قطع رحمی کرنے والا، پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا اور والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتے۔

- **بعض مواقع میں تو رشتے باقی رکھنے کے لیے میل ملاقات بہت ضروری ہوتی ہے۔**

جیسے بیمار رشہ دار کی عیادت، مرحوم رشتہ دار کی تعزیت اور دیگر خوشی غمی کے موقع پر شرکت

(1) عیادت کے فضائل

حدیث میں آتا ہے:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي۔ (مسلم، رقم:2569)

اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا: ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تم نے میری

عیادت نہیں کی، وہ عرض کرے گا: رب جی! میں آپ کی کیسے عیادت کرتا جبکہ آپ تو ربّ العالمین ہیں۔ اللہ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، ابن آدم! میں نے تم سے کھانا طلب کیا لیکن تو نے مجھے کھانا نہ دیا، وہ عرض کرے گا: رب جی! میں تمہیں کیسے دیتا، جبکہ تو رب العالمین ہے، اللہ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا لیکن تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا، کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس (کے ثواب) کو میرے پاس پاتا، ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ عرض کرے گا رب جی! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے، اللہ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہ پلایا، اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اس (کے ثواب) کو میرے پاس پاتا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ۔ (مسلم، رقم:2568)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کا پوچھنے والا (اس کے مکان پر جا کر) جنت کے باغ میں ہے جب تک وہ لوٹے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلاَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي

الجَنَّةِ. (ترمذی،رقم:969، کویتیۃ،عیادۃ،فقرۃ:3)

جو مسلمان بھی کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔

(2) تعزیت کے فضائل

حدیث میں آتا ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ عَزَّى ثَكْلَى كُسِيَ بُرْدًا فِي الجَنَّةِ.

(ترمذی، رقم:1076)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا لڑکا مر گیا ہو، تو اسے جنت میں اس کے بدلہ ایک عمدہ کپڑا پہنایا جائے گا۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ، إِلَّا كَسَاهُ اللهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ابن ماجہ،رقم:1601)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کسی مصیبت میں تسلی دے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عزت کا جوڑا پہنائے گا۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ رشتہ داروں سے کیسے ملاقات کرنی چاہیے؟

1۔ کسی اور کے لئے نہیں کسی دنیاوی غرض کے لئے نہیں اپنے لئے، اپنی آخرت کے لئے اپنے رویئے درست کرکے ملاقات کریں۔

- **ایسے ملیں کہ رشتہ دار خوش ہوجائے، اس سے آپ کو خوشیاں ملیں گی**

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لئے اس طرح ملتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں (مثلاً خندہ پیشانی کے ساتھ) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوش کردیں گے۔
>
> (الطبرانی فی الصغیر واسنادہ حسن، مجمع الزوائد 353/8)

2۔رویہ اور چہرہ کے اچھے تاثرات

- **ایسے نرم طبیعت بن جائیں کہ دوسرے آپ سے بے تکلف گھلنا ملنا پسند کریں، آپ پر جہنم کی آگ حرام ہوجائے گی۔**

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ، عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ۔ (ترمذی، رقم: 2488)
>
> کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ وہ شخص کون ہے جو آگ پر حرام ہوگا اور جس پر آگ حرام ہوگی؟ (سنو! میں بتاتا ہوں) دوزخ کی آگ حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو لوگوں سے قریب ہونے والا، نہایت نرم مزاج اور نرم طبیعت ہو۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

فائدہ: لوگوں سے قریب ہونے والے سے مراد وہ شخص ہے جو نرم خوئی کی وجہ سے لوگوں سے خوب ملتا جلتا ہو اور لوگ بھی اس کی اچھی خصلت کی وجہ سے اس سے بے تکلف اور محبت سے ملتے ہوں۔ (معارف الحدیث)

● بدمزاج اپنوں میں بھی اجنبی ہوتا ہے، اور خوش مزاج کو اجنبی بھی اپنا سمجھتے ہیں۔

● سخت رویے بات تو منوا دیتے ہیں مگر دلوں میں فاصلے بڑھ جاتے ہیں جب رہنا ساتھ ہو تو دونوں طرف رویوں میں لچک ہونی چاہیے کہ کچھ منوالیا اور کچھ مان گئے، یہی مثبت رویہ رشتوں میں تازگی کو برقرار رکھتا ہے کیونکہ جہاں انا ہو وہاں صرف پچھتاوا اور تلخیاں ہوتی ہیں اپنے اندر نرمی پیدا کیجیے۔

● خندہ پیشانی سے مل کر اپنی نیکیوں میں اضافہ کریں

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ. (مسلم، رقم: 2626)

احسان اور نیکی کو کم مت سمجھ (یعنی ثواب سے خالی نہیں) اور یہ بھی ایک احسان ہے کہ اپنے بھائی سے ملے کشادہ پیشانی کے ساتھ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ، وَأَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ أَخِيكَ.

(ترمذی، رقم: 1970، مسند احمد: 3/344)

صدقہ نیکی ہے اور منجملہ نیکیوں کے یہ ہے کہ تم مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کی برتن میں پانی ڈال دو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے حسنِ خلق کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

وہ خندہ پیشانی (سے پیش آنا) اور (دوسروں کے ساتھ) معروف وبھلائی کو اختیار کرنا، اور (دوسروں کو) تکلیف پہنچانے سے بچنا ہے۔

(ترمذی، رقم:2005)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

لن تسعوا الناس بأموالكم، وَلكن يسعهم منكم بسط الوجه وحسن الخلق. (مسند بزار، رقم:8544)

بے شک تم (سب) لوگوں کے ساتھ اپنے مالوں کے ذریعہ سے اعانت کرنے کی وسعت نہیں رکھتے، لیکن خندہ پیشانی اور حسنِ خلق کی وسعت تم میں سے ہر ایک رکھتا ہے۔

- **مسکرا کر ملیں ہر مسکراہٹ پر صدقے کا اجر ہے**

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔ (ترمذی، رقم:1956)

تمہارا اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے مسکرانا صدقہ ہے۔

یہ مت سوچو کہ لوگ آپ کے بارے میں کیا سوچتے ہیں، مسکراتے جاؤ اور آگے بڑھتے جاؤ، ورنہ تمام عمر ایک ہی جگہ کھڑے رہو گے اور پانی بھی اگر زیادہ دیر تک ایک ہی جگہ پہ کھڑا رہے تو وہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

3. رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت اچھا بولنا

(1) لایعنی اور فضول باتوں سے بچنا۔

گفتگو میں بے احتیاطی رشتوں کو کچل دیتی ہے، آپ کے الفاظ ہی آپ کا عکس ہوتے ہیں اور بعد میں وضاحتیں دینے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(2) سچائی اور زبان کا پکا ہونا وعدوں کا پورا کرنا۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) اپنے بول سے دوسروں کی حوصلہ افزائی تعریف کرنا۔

(4) ضرورتمند کی جائز سفارش کرنا، اس کو تسلی دینا اور اس کے لیے دعا کرنا۔

(5) نرم اور خوبصورت لہجہ استعمال کرنا۔

● زندگی چائے کے کپ کی طرح ہونی چاہیے جب تلخی بڑھنے لگے تو دو چمچ چینی کے ڈال لیے جائیں۔

ہم لوگوں کو کافی کی طرح نہیں ہونا چاہئے ہوتے ہیں ان میں دودھ، کریم، چینی جو بھی شامل کرلیں اس کی کڑواہٹ نہیں جاتی۔

نرم لہجے سے ہمیشہ مضبوط اور دیرپا رشتے تخلیق پاتے ہیں، جبکہ مسکراہٹ درد کی شکست اور چہرے کی رونق ہے خوش رہے اور خوشیاں بانٹتے رہیں۔

● سب سے خوبصورت اور صاف زبان رویوں کی ہوتی ہے کچھ کہنا سننا بھی نہیں پڑتا اور ساری بات بھی سمجھ لگ جاتی ہے۔

● سخت رویے بات تو منوا دیتے ہیں مگر دلوں میں فاصلے بڑھ جاتے ہیں جب رہنا ساتھ ہو تو دونوں طرف رویوں میں لچک ہوتی چاہیے کہ کچھ منوالیا اور کچھ مان گئے، یہی مثبت رویہ رشتوں میں تازگی کو برقرار رکھتا ہے کیونکہ جہاں انا ہو وہاں صرف پچھتاوا اور تلخیاں ہوتی ہیں۔

● محبت کو الفاظ میں نہیں لہجوں میں تلاش کریں الفاظ تو منافقین کے بھی بہت میٹھے ہوتے ہیں۔

(6) دوسروں کو نیکی اور اچھی بات کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔

(7) شکوے شکایتیں، الجھنا، بحث مباحثہ، منوانا، عذر توڑنے سے بچنا۔ ناراضگی اور گلے شکوے وہاں اچھے لگتے ہیں جہاں اپنائیت ہو جہاں کسی کو مان دہ رکھنا آتا ہو وہاں

خاموشی سے مسکرادینا ہی اچھا ہے۔

غیر ضروری تنقید وہ تلوار ہے جو سب سے پہلے خوبصورت تعلقات کا سر قلم کرتی ہے۔

(8) بہتان، تہمت، الزام، غیبت، چغلی، پروپیگنڈہ سے بچنا۔ ماہر نفسیات کہتے ہیں قطع تعلق کے نتیجے میں جو شخص تم سے بات کرنا چھوڑ دیتا ہے وہ تمہارے متعلق ہی بات کرتا رہتا ہے۔

(9) موقع محل دیکھ کر بولنا بے موقع نہ بولنا۔

(10) بے جا مذاق/ استہزا نہ کرنا۔ پریشانی میں مذاق نہ کریں اور خوشی میں طعنہ نہ دیں کیونکہ اس سے رشتوں میں محبت ختم ہوجاتی ہے۔

(11) حقوق کے مطالبہ میں زبان کا صحیح استعمال کرنا۔

(12) اختلاف کے وقت مہذب زبان استعمال کرنا۔

(13) غصہ، سخت الفاظ استعمال کرنے سے احتراز کرنا۔

4. رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت اچھا سننا

(1) بات کو توجہ سے سننا۔

(2) دوسرے کی بات نہ کاٹنا۔

(3) کسی کی برائی غیبت، چغل خوری سننے سے بچنا۔

(4) سنی سنائی بات پر اعتماد نہ کرنا بلکہ تحقیق کرنا۔

5. رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت اچھا دیکھنا

(1) دوسروں کی خوبیاں دیکھنا۔

(2) دوسروں کے عیوب کے بجائے اپنے عیوب پر نگاہ ہونا۔ جب ہم کسی رشتے سے

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تھکنے لگ جاتے ہیں تب ہمیں اس میں صرف خامیاں ہی نظر آنے لگتی ہیں۔

(3) بڑوں کو عقیدت اور چھوٹوں کو شفقت کی نگاہ سے دیکھنا۔

(4) دوسروں کی نعمتوں کے بجائے اپنی نعمتوں کو دیکھنا، گننا۔

6. جو رشتہ دار اچھے نہیں لگتے ان سے بھی اچھی طرح ملنا یہی سنت نبوی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا:

بِئْسَ أَخُو العَشِيرَةِ، وَبِئْسَ ابْنُ العَشِيرَةِ. فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، حِينَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا عَائِشَةُ، مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا، إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ القِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ۔ (بخاری، رقم:6032)

اس کو آنے دیں وہ اپنی قوم کا برا آدمی تھا کہ جب وہ شخص آکر بیٹھا تو آپ ﷺ نے اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کی اور مسکرا مسکرا کر اس سے باتیں کرتے رہے جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو اس شخص کے بارے میں ایسا ایسا کہا تھا (یعنی یہ فرمایا تھا کہ وہ شخص اپنی قوم کا برا آدمی ہے) مگر آپ نے اس سے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کی اور مسکرا مسکرا کر اس سے باتیں کرتے رہے آپ نے فرمایا: تم نے مجھے فحش گو (لچر باتیں کرنے والا) کب پایا (یاد رکھو!) قیامت کے دن

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

خدا کے نزدیک درجے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے بدتر شخص وہ ہوگا جس کو لوگ اس کی برائی کے ڈر سے چھوڑ دیں، اور ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہے کہ جس کی فحش گوئی سے ڈر کر (لوگ اس سے اجتناب کریں)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَنَضْحَكُ إِلَيْهِمْ، وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ۔ (بخاری مع الفتح، الأدب، المداراة مع الناس، رقم: 6131)

ہم لوگوں کے سامنے اس کی خوب تعریف کرتے ہیں اور مسکرا مسکرا کر ملتے ہیں، حالانکہ ہمارے دل ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ، وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ۔

(ابن ماجه، رقم: 4032)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اس کا اجر اس مومن سے زیادہ ہے کہ جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ان کی تکلیفوں پر صبر نہیں کرتا۔

- **آپ سے ملتے ہوئے لوگ جو برا رویہ اختیار کرتے ہیں اور آپ ان کو محسوس کرتے ہیں آپ کسی سے اس قسم کے رویہ سے نہ ملیں کیونکہ یقیناً وہ بھی محسوس کرتے ہوں گے۔** (دل کی دنیا: 26-33)
- آپ کی زندگی میں آنے والے ہر شخص کی کوئی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، ہر شخص کوئی نہ کوئی سبق ضرور دیتا ہے، کچھ لوگ آپ کو محبت کرنا سکھا دیتے ہیں کچھ لوگ آپ کو محبت

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نبھانا سکھا دیتے ہیں، کچھ لوگ آپ کو صبر کرنا سکھا دیتے ہیں اور کچھ لوگ آگے بڑھنے کا حوصلہ دے جاتے ہیں۔

رشتوں کو اگر نبھانا ہے تو ان کی غلطیوں کو ریت پر لکھو تا کہ وقت اسے مٹا سکے اور ان کی محبت کو پتھر پہ لکھو تا کہ کوئی اسے مٹا نہ سکے۔

● رشتوں کو ٹھنڈ لگنے کی خطرہ ہو تو گرماہٹ کے لیے کچھ دیر خاموشی کی شال اوڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

● کبھی کبھی کسی سے اتنی شکایت ہوتی ہے کہ شکایت کرنے کو بھی دل نہیں کرتا۔

● اگر آپ صحیح ہیں تو کچھ بھی ثابت کرنے کی ضرورت نہیں بس صحیح بنے رہیں وقت خود گواہی دے گا۔

● جب انسان بالکل خاموش ہو جائے اور اپنے حق کے لیے بھی نہ بولے تو سمجھ لیں کہ وہ اپنے اندر بہت کچھ دفن کر چکا ہے۔

انسان رشتوں کی تلخیاں کبھی نہیں بھولتا مگر رشتوں کو آگے بڑھانے اور نبھانے کے لیے بہت مرتبہ اسے یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ اسے کچھ یاد نہیں۔

● غصے کے وقت تھوڑا رک جائیں اور غلطی کے وقت تھوڑا جھک جائیں، زندگی آسان ہو جائے گی۔

جس کی جیسی سوچ وہ ویسی کہانی رکھتا ہے کوئی پرندوں کے لیے بندوق تو کوئی پانی رکھتا ہے۔

● سورۂ یوسف کا انتہائی پیارا سبق: زندگی میں اگر آپ کے انتہائی عزیز اور قریبی لوگ بھی آپ سے دغا کر جائیں آپ کے خلاف ہو جائیں، تب بھی اگر آپ صبر سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھیں تو اللہ پاک آپ کو وہ مقام عطا کرے گا کہ زمانہ دیکھتا رہ جائے گا۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- لوگوں کی باتیں پتھروں کی طرح ہوتی ہیں انہیں کمر پر لادلو گے تو کمر ٹوٹ جائے گی لیکن اگر انہیں قدموں میں رکھو گے تو یہ زینہ بن جائیں گی اور تم زینہ بہ زینہ بلند ہوتے چلے جاؤ گے۔
- رشتوں کو جوڑے رکھنے کے لیے کبھی کبھی گونگا، اندھا، بہرا ہونا پڑتا ہے۔
- تعلق رکھنا ہو تو اچھائی بیان کرتے رہو اور تعلق ختم کرنا ہو تو سچائی بیان کردو۔
- اگر لوگ آپ کو قبول نہیں کرتے تو بھی مایوس نہیں ہونا کیونکہ لوگ اکثر وہ چیزیں چھوڑ دیتے ہیں جن کی قیمت دے نہیں سکتے۔
- جو لوگ آپ سے بغض یا حسد رکھتے ہیں ان سے نفرت نہ کریں کیونکہ یہی آپ کے اصل پرستار ہیں جنہیں مکمل یقین ہے کہ آپ ان سے بہتر ہیں۔
- چابی سے کھلا تالا بار بار کام آتا ہے اور ہتھوڑے سے کھلا تالا دوبارہ کام نہیں آتا، رشتوں کے تالے غصے کے ہتھوڑے سے نہیں محبت کی چابی سے کھولیے۔

7. خط وکتابت، ٹیلفون، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ صلہ رحمی رشتہ داری نبھانا

جن کی زیارت وملاقات مشکل ہو مثلا زیادہ دور ہونے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے تو ایسی حالت میں خط وکتابت کے ذریعہ سے ان سے سلام وکلام اور خبر گیری کر لینا بھی اس کے قائم مقام ہو جائے گا۔

اور آج کل جدید ذرائع اور وسائل مثلا ٹیلیفون، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ سے بھی اس مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (کویتیہ، ارحام، فقرۃ:9)

8. ملاقات وزیارت میں اعتدال ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رسولُ اللہ ﷺ: زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔ (المعجم الکبیر، رقم:14756)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کبھی کبھی زیارت کیا کرو اس سے محبت میں اضافہ ہوگا۔

گاہے گاہے کی ملاقات ہی اچھی ہے امیر
قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا

اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات و زیارت میں اعتدال کو اختیار کرنا چاہیے اور اس میں زیادتی اور غلو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ زیادتی اور غلو سے کئی مفاسد پیدا ہوتے ہیں، اور بعض اوقات بار بار ملاقات سے دوسرا تنگ بھی پڑ جاتا ہے۔

ہاں اگر کسی کا دوسرے سے ایسا تعلق ہو کہ اس کو ناگوار نہ گزرتا ہو اور کثرت سے زیارت و ملاقات کے نتیجہ میں محبت میں کمی بھی نہ آتی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کب کس وقت رشتہ داروں سے ملنا چاہیے؟

جواب: احادیث کے پیش نظر رشتہ داروں سے کبھی کبھی ملاقات اور ان کی زیارت و خبر گیری کرنی چاہیے مگر اس کے لیے کوئی حد بندی نہیں کہ کتنی ملاقات کرے۔

اس سلسلہ میں قریب کے اور دور کے اور ضرورت و غیر ضرورت مند رشتہ داروں میں فرق ہوسکتا ہے، اسی لیے فقہاء کرام نے فرمایا کہ عام حالات میں رشتہ داروں بالخصوص والدین سے ہفتہ میں ایک مرتبہ ملاقات کرنا مناسب ہے، اور اس میں بھی جمعہ کا دن ہونا بہتر ہے یا مہینے میں ایک مرتبہ ملاقات و زیارت کرنی چاہیے اور عام رشتہ داروں سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت و ملاقات کر لینی چاہیے۔

بیوی کو بھی عام حالات میں اپنے والدین سے ہفتہ میں ایک مرتبہ ملاقات و زیارت (نہ ٹھہرنے) کا حق حاصل ہے، جس سے شوہر کو منع کرنے کا حق نہیں ہے، بشرطیکہ کوئی معقول عذر نہ ہو، اگر والدین دور ہوں تو ہفتہ میں ایک دفعہ ملاقات و زیارت ضروری

نہیں بلکہ حسب حال وقفہ کیا جا سکتا ہے۔

مگر یاد رہے کہ نامحرم رشتہ دار مرد عورت کا صلہ رحمی یا ملاقات و زیارت کے عنوان سے ایک دوسرے کے ساتھ بے پردگی کا مظاہر کرنا یا شرعی پردہ کے اصولوں کی مخالفت کرنا جائز نہیں۔ (کویتیہ، زیارۃ، فقرۃ:8)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

تیسرا طریقہ: رشتہ داروں کی دنیاوی ضرورت حاجت کے وقت تعاون، اعانت و مدد کرنا

قریبی رشتہ دار اگر حاجت مند ہو اور اس کی حاجت پوری کرنے کی قدرت ہو تو صرف ملاقات کر لینے سے صلہ رحمی کرنے والا شمار نہ ہوگا، بلکہ اپنی استعداد اور قدرت کے بقدر اس کی حاجت کو پورا کرنا ضروری ہوگا۔ (کویتیہ، ارحام، فقرۃ:9)

(1) رشتہ داروں پر خرچ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بدر کی لڑائی سے قیدی (مشرکین مکہ) لائے گئے۔ جن میں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) عباس (رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے قمیص تلاش کروائی۔ (وہ لمبے قد کے تھے) اس لیے عبداللہ بن ابی (منافق) کی قمیص ہی ان کے بدن پر آسکی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وہ قمیص پہنا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عبداللہ بن ابی کی موت کے بعد) اپنی قمیص اتار کر اسے پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو اس کا احسان تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں۔

(بخاری، رقم:3008)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بحرین سے خراج کا روپیہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو، بحرین کا وہ مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جو اب تک رسول اللہ ﷺ کے یہاں آ چکے تھے۔ اتنے میں (حضور ﷺ کے چچا) عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی عنایت فرمایئے (میں زیر بار ہوں) کیونکہ میں نے (بدر کے موقع پر) اپنا بھی فدیہ ادا کیا تھا اور عقیل رضی اللہ عنہ کا بھی! نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا لے لیجئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے میں روپیہ بھر لیا (لیکن اٹھایا نہ جا سکا) تو اس میں سے کم کرنے لگے۔ لیکن کم کرنے کے بعد بھی نہ اٹھ سکا تو عرض کیا کہ آپ ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میری مدد کرے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا، انہوں نے کہا کہ پھر آپ خود ہی اٹھوا دیں۔ فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کم کیا، لیکن اس پر بھی نہ اٹھا سکے تو کہا کہ کسی کو حکم دیجیئے کہ وہ اٹھا دے، فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا، انہوں نے کہا پھر آپ ہی اٹھا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ آخر اس میں سے انہیں پھر کم کرنا پڑا اور تب کہیں جا کے اسے اپنے کاندھے پر اٹھا سکے اور لے کر جانے لگے۔ آپ ﷺ اس وقت تک انہیں برابر دیکھتے رہے، جب تک وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ گئے۔ ان کے حرص پر آپ ﷺ نے تعجب فرمایا اور آپ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی رہا۔ (بخاری، رقم: 3165)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بڑے جسم اور قوت والے تھے، ظاہر بات ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ مال اٹھایا ہوگا، لیکن حضور ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ (کیف عاملہم: 157)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(2) قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنا ان کا حق ہے

سوال: قرآن وحدیث کی روشنی میں قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے فضائل اور احکام بیان کریں۔

جواب:

2/1. رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا حکم ہے

- قرآن کریم میں ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا۔ (اسراء:26)

اور رشتہ داروں کو ان کا حق دو، اور مسکین اور مسافر کو (ان کا حق) اور اپنے مال کو بے ہودہ کاموں میں نہ اڑاؤ

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا۔

(نساء:36)

اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب والے پڑوسی، دور والے پڑوسی، ساتھ بیٹھے (یا ساتھ کھڑے) ہوئے شخص اور راہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں کے

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ساتھ بھی (اچھا برتاؤ رکھو) بیشک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے بعد رشتہ داروں کا حق بیان کیا اور ان کے ساتھ احسان کا حکم دیا، اور احسان میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے اوپر خرچ کیا جائے۔

- ایک حدیث میں آتا ہے:

دینے والا ہاتھ اوپر (بلند و بہتر) ہوتا ہے صدقہ پہلے انہیں دو جو تمہارے زیر پرورش ہیں آپ کی والدہ، والد، بہن، بھائی پھر اس کے قریب قریب۔ (جامع الاصول، رقم: 4667)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

بکر بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بہن اور اپنے بھائی کے ساتھ، اور ان کے بعد اپنے غلام کے ساتھ، یہ ایک واجب حق ہے اور ایک جوڑنے والی (رحم) قرابت داری ہے۔

(جامع الاصول، رقم: 189)

ان احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا کہ رشتہ دار پر خرچ کرنا ان کا حق ہے جو واجب اور ضروری ہے۔

2/2. رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے فضائل

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَسأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُل مَا أَنفَقتُم مِن خَيرٍ

فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ۔

(بقرۃ:215)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ (اللہ کی خوشنودی کے لیے) کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو وہ والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہونا چاہیے، اور تم بھلائی کا جو کام بھی کرو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

- ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔

(بقرۃ:177)

نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کر لو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، اور جب کوئی عہد کر لیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی

ہوں، اور تنگی اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر و استقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

- حدیث میں آتا ہے:

مسکین پر صدقہ، صرف صدقہ ہے اور رشتے دار پر صدقہ میں دو بھلائیاں ہیں، یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

(جامع الاصول، رقم:4559)

- ایک اور حدیث میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک خطبہ میں خاص طور سے عورتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا کہ: اے خواتین! تم کو چاہیے کہ راہ خدا میں صدقہ کیا کرو، اگر چہ تمہیں اپنے زیورات میں سے دینا پڑے (آگے زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ) میں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو میں اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی اور میں نے ان سے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم عورتوں کو خاص طور سے صدقہ کی تاکید فرمائی ہے (اور میں چاہتی ہوں کہ میرے پاس جو کچھ ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرنے کی سعادت حاصل کروں) اور آپ بھی تنگ حال اور خالی ہاتھ ہیں، اب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کریں کہ اگر میں آپ ہی کو دے دوں تو کیا میرا صدقہ ادا ہو جائے گا ورنہ دوسرے ضرورت مندوں پر خرچ کر دوں گی...... کہتی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے مجھ سے کہا کہ: تم خود ہی جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو۔ تو میں خود گئی، وہاں پہنچی تو دیکھا کہ انصار میں سے ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کھڑی ہے اور اس کی غرض بھی وہی ہے جو میری غرض ہے (یعنی وہ بھی یہی مسئلہ معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئی تھی)۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے ایک خاص ہیبت دی تھی (جس کی وجہ سے ہر ایک کو آپ ﷺ سے روبرو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی اس لیے ہمیں خود آپ ﷺ کے قریب پہنچ کر پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی) اتنے میں (آپ کے خاص خادم اور مؤذن) حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر نکلے۔ ہم دونوں نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیجیے کہ دو عورتیں دروازے پر کھڑی ہیں اور آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ اگر وہ اپنے ضرورت مند شوہروں اور یتیموں پر جو خود ان کی گود میں پرورش پا رہے ہیں صدقہ کریں تو کیا یہ صدقہ ادا ہو جائے گا (اور ہمیں اس صدقہ کا ثواب ملے گا) اور رسول اللہ ﷺ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون دو عورتیں ہیں...... بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان دونوں عورتوں کا سوال آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ: وہ کون عورتیں ہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: ایک عورت تو انصار میں سے ہے اور دوسری زینب ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کونسی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (ان کا صدقہ ادا ہو جائے گا، بلکہ اس صورت میں) ان کو دوہرا ثواب ملے گا، ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب۔ (جامع الاصول، رقم: 4676)

- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کھجور کے باغات کے لحاظ سے مدینہ کے انصار میں سب سے زیادہ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

دولت مند حضرت ابوطلحہ انصاری تھے اور انہیں اپنے باغات اور جائیدادوں میں سب سے زیادہ محبوب بئرحاء تھا (یہ ان کے ایک قیمتی باغ کا نام تھا) اور یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا نفیس پانی (شوق سے نوش فرماتے تھے...... انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: "لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ" (نیکی اور مقبولیت کا مقام تمہیں اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اپنی محبوب چیزیں کو تم راہ خدا میں خرچ نہ کرو) تو حضرت ابوطلحہ ؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ اور مجھے اپنی ساری مالیات میں سب سے زیادہ محبوب بیرحاء ہے، اس لیے اب وہی میری طرف سے اللہ کے لیے صدقہ ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آخرت میں مجھے اس کا ثواب ملے گا، اور میرے لیے ذخیرہ ہوگا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں وہ فیصلہ فرمادیں جو اللہ تعالیٰ آپ کے ذہن میں ڈالے (یعنی جو مصرف اس کا مناسب سمجھیں معین فرمادیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واہ واہ! یہ تو بڑی نفع مند اور کارآمد جائیداد ہے ، میں نے تمہاری بات سن لی (اور تمہارا منشاء سمجھ لیا) میں سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے ضرورت مند قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔ حضرت ابوطلحہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں یہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے وہ باغ اپنے قریبی رشتہ داروں میں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

(جامع الاصول، رقم:4673)

- حضرت میمونہ بنت حارث ؓ سے روایت ہے:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی آزاد کی اور میں

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو تیرے لیے بڑا ثواب ہوتا۔

(جامع الاصول، رقم:4703)

- حضرت انس ؓ سے روایت ہے:

جب یہ آیت "لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ" نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ ؓ نے عرض کیا کہ ہمارا رب ہم سے ہمارے مالوں کا مطالبہ کر رہا ہے، یارسول اللہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی زمین اللہ کے لیے مخصوص (وقف) کردی، آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ دار ابی بن کعب ؓ اور حسان بن ثابت ؓ کے لیے کردو۔ (جامع الاصول، رقم:4673)

- حضرت علی ؓ کا قول ہے:

اپنے قریبی رشتہ داروں پر ایک درہم خرچ کرنا مجھے زیادہ پسند ہے بیس درہم غیر رشتہ داروں پر خرچ کرنے سے اور بیس درہم رشتوں پر خرچ کرنا مجھے زیادہ پسند ہے سو درہم غیر رشتہ داروں پر خرچ کرنے سے اور سو درہم رشتہ داروں پر خرچ کرنا مجھے زیادہ پسند ہے ایک غلام آزاد کرنے سے۔ (احیاء العلوم:1/220)

3/2. رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے کی وعید

حدیث میں آتا ہے:

جب ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کے پاس اس کا زائد مال مانگنے کے لیے چلا جائے اور وہ دوسرا رشتہ دار دینے میں بخل کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے لیے جہنم سے ایک سانپ نکالے گا جس کو شجاع

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کہا جاتا ہے اور وہ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

(معجم کبیر للطبرانی، رقم: 2343)

4/2. نفقہ واجب ہونے کی شرائط

سوال: قریبی رشتہ داروں پر کب خرچ کرنا لازم ہوگا؟

جواب: قریبی رشتہ داروں پر خرچہ درجہ ذیل پانچ شرائط کے ساتھ لازم ہوگا:

(1) رشتہ دار غریب محتاج ہوں اور کمانے سے عاجز ہوں، جیسے: چھوٹا بچہ ہو، عورت ہو، نابینا ہو، اپاہج ہو وغیرہ وغیرہ۔

(2) خرچ کرنے والا خود بھی مالدار ہو یعنی بیوی بچوں اور والدین پر خرچ کرنے کے بعد غریب رشتہ دار پر بھی خرچ کرنے کی استطاعت ہو، اگر اپنے بیوی، بچوں اور والدین کے ضروری اخراجات میں خرچ کرنے کے بعد اس کے اندر غریب رشتہ دار پر خرچ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو اس پر غریب رشتہ دار کا نفقہ لازم نہ ہوگا۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية، نفقة، فقرة: 66)

(3) غریب رشتہ دار مسلمان ہو، اگر غریب رشتہ دار غیر مسلم ہو تو اس کا نفقہ لازم نہ ہوگا ہاں احسان کرنا ان کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہر حال میں بہتر ہے اس کے لیے کوئی قانون اور دستور نہیں ہے۔

(4) غریب رشتہ دار، قریبی رشتہ دار ہو اور محرم ہو یعنی جن سے پردہ نہیں، جیسے: بہن بھائی، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ۔

اگر قریبی رشتہ دار تو ہو لیکن محرم نہ ہو یعنی ان سے پردہ ہو، جیسے: چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں وغیرہ کی اولادیں، تو ان کا نفقہ لازم نہ ہوگا۔

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اسی طرح وہ رشتہ دار جو محرم تو ہو لیکن قریبی رشتہ دار نہ ہو، جیسے رضاعی بہن بھائی، ان کا نفقہ بھی لازم نہ ہوگا۔

اسی طرح سسرالی رشتے، جیسے سالہ سالی، ساس سسر وغیرہ کا نفقہ بھی لازم نہ ہوگا۔ البتہ ان سب کے ساتھ احسان خیر خواہی کا برتاؤ کرنا ہر حال میں بہتر ہے اس کے لیے کوئی قانون اور دستور نہیں۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:59، ارحام، فقرۃ:20، صلۃ، فقرۃ:5، عطر ہدایۃ:343)

(5) رشتہ داروں کا نفقہ قاضی کے فیصلہ پر موقوف ہے، یعنی قاضی کے فیصلے سے پہلے اگر کسی غریب رشتہ دار کے ہاتھ میں مالدار رشتہ دار کا مال آجائے تو اس کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ جبکہ اصول اور فروع کا نفقہ قاضی کے فیصلہ پر موقوف نہیں۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:60-68-69)

5/2. نفقہ میں کیا کیا داخل ہے؟

سوال: غریب رشتہ دار کے نفقہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟

جواب: غریب رشتہ دار کے نفقہ میں کھانا، پینا، کپڑے اور رہائش بقدر ضرورت داخل ہے اور اگر دودھ پیتا بچہ ہو تو اس کی انا کی اجرت بھی داخل ہوگی۔ اور اگر معذور ہو تو اس کو کسی خادم یا نوکر کی ضرورت ہو تو خادم نوکر رکھنے کے اخراجات بھی لازم ہوں گے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:57)

سوال: غریب رشتہ دار کے اخراجات کس رشتہ دار پر کتنے لازم ہوں گے؟

جواب: غریب رشتہ دار کے نفقہ میں میراث کا حساب ہوگا (یعنی رشتہ دار اگر مرتا تو اس کی میراث کا جتنا حصہ جس رشتہ دار کو ملنا تھا اسی تناسب سے یہ خرچہ بھی لازم

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہوگا) مثلاً دو بھائی مالدار ہیں اور بہن محتاج ہے تو بہن کا نفقہ دونوں پر آدھا آدھا لازم ہوگا اور اگر ایک بھائی اور ایک بہن مالدار ہو دونوں کی ایک بہن محتاج ہو تو اس بہن کا دو تہائی نفقہ بھائی کے ذمہ ہوگا اور ایک تہائی مالدار بہن کے ذمہ ہوگا۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:58، عطر ہدایۃ:343)

2/6. دو قسم کے رشتہ دار ہوں ایک وارث ایک غیر وارث

- اگر کسی غریب رشتہ دار کے باپ، دادا، نانا وغیرہ بھی ہوں اور دیگر قریبی رشتہ دار بھی ہوں تو نفقہ غریب رشتہ دار کے اصول (باپ، دادا) پر آئے گا۔ خواہ وہ وارث ہوں یا نہ ہوں اور قریبی رشتہ دار کے ذمہ نہیں ہوگا اگرچہ وہ وارث ہوں، جیسے: کسی غریب کے نانا ہیں اور چچا ہے تو نفقہ نانا کے ذمہ ہوگا۔
- اگر اصول (باپ، دادا، نانا وغیرہ) متعدد ہوں تو ان پر میراث کے بقدر نفقہ لازم ہوگا، جیسے: اگر ایک آدمی کے دادا اور دادی بھی ہوں چچا، اور والد کے چچا بھی موجود ہوں تو نفقہ دادا اور دادی پر لازم ہوگا، چھٹا حصہ دادی کے ذمہ ہوگا، باقی دادا کے ذمہ اور چچا اور باپ کے چچا پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔
- جن صورتوں میں باپ دادا کے ذمہ نفقہ آرہا ہو اگر باپ دادا غریب ہوں تو پھر نفقہ دوسرے رشتہ داروں کے ذمہ لازم ہوگا۔ وہ رشتہ دار خرچ کریں گے بعد میں جب باپ مالدار ہو جائے تو اس سے سارے اخراجات وصول کیے جائیں گے۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:67)

2/7. دو قسم کے رشتہ دار ہوں دونوں وارث ہوں

باپ، دادا وغیرہ اور دوسرے رشتہ داروں پر ان کے میراث کے حصہ کے تناسب سے

لازم ہوگا، جیسے: ایک آدمی کی ماں بھی ہو اور چچا بھی، تو ماں پر ایک تہائی نفقہ لازم ہوگا اور چچا پر دو تہائی لازم ہوگا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:62)

- اگر ایک غریب آدمی کے بچے، پوتے وغیرہ بھی ہوں اور دوسرے رشتہ دار بھی ہوں تو اس کا خرچہ اس کے بچوں پوتوں پر لازم ہوگا، رشتہ داروں پر کچھ نہیں ہوگا۔ اگرچہ رشتہ دار وارث بن رہے ہوں، جیسے: ایک آدمی کی بہن بھی ہو اور بیٹی بھی ہو تو نفقہ اس کی بیٹی کے ذمہ ہوگا۔ بہن کے ذمہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک آدمی کا بھائی بھی ہو اور نواسہ بھی تو نفقہ نواسہ کے ذمہ ہوگا اگرچہ وہ وارث نہیں ہے اور بھائی کے ذمہ کچھ نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس کو میراث ملے گی۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:64)
- اگر کسی غریب آدمی کی اولاد بھی ہو، باپ دادا اور دوسرے رشتہ دار بھی ہوں تو اس کا نفقہ بچوں اور باپ دادا کے ذمہ ہوگا دوسرے رشتہ داروں کے ذمہ کچھ نہیں ہوگا۔

بچوں اور باپ دادا وغیرہ میں پھر قریب اور بعید کا اعتبار ہوگا، باپ اور بیٹے کی موجودگی میں بیٹے کے ذمہ لازم ہوگا، باپ اور دادا کی موجودگی میں باپ کے ذمہ لازم ہوگا۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، نفقۃ، فقرۃ:65)

نوٹ: رشتہ داروں میں اگر یتیم یا بیوہ ضرورت مند ہو تو اس کا حق دوسرے ضرورت مند رشتہ داروں پر مقدم ہوگا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا بَل لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا۔ (فجر:17-19)

ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے، اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے، اور میراث کا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سوال: رشتہ داروں سے کس کس طرح تعاون کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اپنی جان، مال، وقت، صلاحیت، تجربہ اور تعلقات کے ذریعہ رشتہ داروں کو بالواسطہ یا بلا واسطہ فائدہ و راحت پہنچائیں، رشتہ داروں کے لیے آسانیاں پیدا کریں مشکلیں نہیں۔ (قصص:77،مجادلۃ:11،مسند احمد:14584-2233)

- جس کی اعلیٰ شکل یہ ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار جان، مال، عزت اور آبرو کے اعتبار سے کسی مشکل میں، پریشانی میں خود ہو یا اس کے متعلقین میں سے کوئی ہو تو اس کا محافظ اور مددگار بنیں۔ (مسند احمد 18647،ترمذی:2726،ابوداود:4642،بخاری:1445،2442)
- اور اگر آپ کی جان مال، وقت، صلاحیت، تجربہ اور تعلقات کے ذریعہ کسی رشتہ دار کا بھلا ہو سکتا ہو تو اس کے ساتھ بھلائی کریں۔ (مسند احمد:14584)
- آپ کی سفارش سے اگر کسی رشتہ دار کا کوئی جائز کام بنتا ہو اور دوسروں کو تکلیف نہ ہو تو اس کا اہتمام کریں۔ (جامع الاصول:4808)
- پریشان حال رشتہ داروں کے لیے دعائیں کریں اور کروائیں۔

(جامع الاصول:3535،مشکوۃ:5448)

- کچھ نہ ہو سکا تو اپنے اچھے بولوں (حوصلہ افزائی، تسلی، مشورہ) سے رشتہ داروں کو فائدہ پہنچائیں۔ (بخاری، بیع حاضر لباد، جامع الاصول:8681)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

چوتھا طریقہ: رشتہ داروں کی اخروی ضرورت حاجت کو پورا کرنا

درجہ بدرجہ اپنے رشتہ داروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی حکم ہے، اور یہ بھی ایک طرح سے صلہ رحمی، حسن سلوک اور رشتہ داروں کے حقوق میں داخل ہے، اور گویا کہ یہ رشتہ داروں کا روحانی حق اور روحانی نان ونفقہ ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ (تحریم: 6)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

آگ سے اپنے کو بچانے کا مطلب خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا ہے، اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچانے کا مطلب، ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام سکھلانا اور ان پر عمل کرانے کے لیے، زبان سے، ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کرنا ہے ،جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔

مستدرک حاکم میں روایت ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحريم: 6) قَالَ: عَلِّمُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمُ الْخَيْرَ۔ (مستدرک حاکم، رقم: 3826)

المنير مركز تعليم وتربيت فاؤنڈيشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(خلیفہ راشد) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے قول قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورہ تحریم کی مذکورہ آیت کی یہ تفسیر فرمائی کہ اس میں اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی تعلیم دینے یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَالَ مُوسٰی لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔(اعراف:142)

اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو کہ جانشینی کرنا میری، میری قوم میں اور اصلاح کرنا اور پیروی نہ کرنا فساد کرنے والوں کے راستہ کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ خیر کے کاموں میں اپنے بھائی وغیرہ کو اپنا شریک کرنا اور اُس کو اصلاح کی ترغیب دینا اور برے لوگوں کے طریقہ سے بچنے کی تاکید کرنا جلیل القدر نبیوں کا طریقہ ہے۔جن کی پیروی کرنے کا ہمیں حکم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی مزاج تھا

(1) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں کی دینی اعتبار سے فکر فرماتے تھے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر والوں کی دینی فکر فرماتے تھے ان کو دین سیکھانے کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔

گھر والوں کو دوسری خواتین کے ذریعہ بھی دینی ودنیاوی ضروریات کا علم سیکھانے کا اہتمام فرماتے۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي: أَلَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ۔

(ابوداؤد:3887،مسند احمد:2709)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، میں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: نملہ (ایک بیماری ہے جس میں جسم کے دونوں پہلوؤں میں پھنسیوں کے مانند دانے نکلتے ہیں) کا منتر اس کو کیوں نہیں سکھا دیتی جیسے تم نے اس کو لکھنا سکھایا ہے۔

خود بھی سکھاتے رہتے، ہفتہ میں ایک دن باقاعدہ اس کے لیے طے تھا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: وَاثْنَتَيْنِ۔

(بخاری، رقم:101)

عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فائدہ اٹھانے میں) مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، اس لیے آپ اپنی طرف سے ہمارے (وعظ کے) لیے (بھی) کوئی دن خاص فرمادیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا۔ اس دن عورتوں سے آپ نے ملاقات کی اور انہیں وعظ فرمایا اور (مناسب) احکام

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سنائے جو کچھ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا اس میں یہ بات بھی تھی کہ جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین (لڑکے) آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لیے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا، اگر دو (بچے بھیج دے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اور دو (کا بھی یہ حکم ہے)

تعلق مع اللہ سکھاتے، صحیح عقائد کی تعلیم دیتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تو اس میں مورتیں (تصویریں) تھیں۔ انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر ان میں کوئی نیکوکار (نیک) شخص مرجاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہی مورتیں (تصویریں) بنادیتے پس یہ لوگ اللہ کی درگاہ میں قیامت کے دن تمام مخلوق میں برے ہوں گے۔

(بخاری، رقم: 427، مسلم، رقم: 528، نسائی: 704، مسند احمد: 24252)

اخلاص سکھاتے

نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ میں آپ کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی۔ اور آپ صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے۔ پھر حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ کھڑا کرنے کی (اپنے اعتکاف کے لیے) اجازت چاہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کرلیا جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

انہوں نے بھی (اپنے لیے) ایک خیمہ کھڑا کر لیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا، یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا، کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں۔ پس آپ نے اس مہینہ (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا۔

(بخاری:2033،مسلم:1173)

خوف خدا سکھاتے

یا رسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش برسے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔ انہوں نے جب عذاب دیکھا تو بولے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

(بخاری:4829،مسلم:899،مسند احمد:2398)

گناہوں کی نفرت دلاتے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عائشہ! معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے بچنا، اللہ کے ہاں ان کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔ (ابن ماجہ:4243)

اللہ سے مانگنے کے طریقے بتاتے

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سب گواہ رہو۔ (ترمذی:3288)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

عبادات میں اعتدال سکھاتے

نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کی نظر ایک رسی پر پڑی جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ دریافت فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے باندھی ہے جب وہ (نماز میں کھڑی کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹکی رہتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ رسی نہیں ہونی چاہیے اسے کھول ڈالو، تم میں ہر شخص کو چاہیے جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ (بخاری:1150-43، مسلم:784-5)

عبادات میں دوام اہتمام کی تعلیم دیتے

نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا کہ جس پر ہمیشگی کی جائے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو اور فرمایا نیک کام کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ جتنی طاقت ہے (جو ہمیشہ نبھ سکے)۔ (بخاری، رقم:6465، مسلم، رقم:783)

آسان آسان طریقے بتاتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں چاہتی تھی کہ بیت اللہ میں داخل ہو کر اس میں نماز پڑھوں، رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم کے اندر کر دیا اور فرمایا: "اگر تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو حطیم میں نماز پڑھ لو، یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے، لیکن تمہاری قوم کے لوگوں نے کعبہ کی تعمیر کے وقت اسے چھوٹا کر دیا، اور اتنے حصہ کو بیت اللہ سے خارج کر دیا۔ (ترمذی:802، نسائی:2912)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اللہ کی یاد اور ذکر کرنا سکھاتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دعا کرتے ہوئے یہ) فرمایا کرتے تھے: ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس نے اپنے لشکر کو عزت دی، اپنے بندے کی نصرت کی، اکیلا وہ تمام جماعتوں پر غالب آیا، (وہی آخر ہے) اس کے بعد کچھ نہیں۔ (مسلم:2724)

الغرض علوم دینیہ کی تعلیم کا کوئی وقت مخصوص نہ تھا معلم شریعت خود گھر میں تھا اور شب و روز اس کی صحبت میسر تھی، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم و ارشاد کی مجلسیں روزانہ مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھیں، جو حجرۂ عائشہ سے بالکل ملحق تھی، اس بنا پر آپ گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو درس دیتے تھے وہ اس میں شریک رہتی تھیں، اگر کبھی بعد کی وجہ سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب زنان خانہ میں تشریف لاتے، دوبارہ پوچھ کر تشفی کر لیتیں (مسند عائشہ:77) کبھی اٹھ کر مسجد کے قریب چلی جاتیں (مسند عائشہ:159) اس کے علاوہ آپ نے عورتوں کی درخواست پر ہفتہ میں ایک خاص دن ان کی تعلیم و تلقین کے لیے متعین فرما دیا تھا (بخاری کتاب العلم) شب و روز میں علوم و معارف کے بیسیوں مسئلے ان کے کان میں پڑتے تھے ان کے علاوہ خود حضرت عائشہ کی عادت یہ تھی کہ ہر مسئلہ کو بے تامل آں حضرت کے سامنے پیش کر دیتی تھیں اور جب تک تسلی نہ ہو لیتی صبر نہ کرتیں (بخاری: کتاب العلم ص:21، سیرت عائشہ:32)

مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا سکھاتے، چنانچہ صلہ رحمی سکھاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد ابو قعیس کے بھائی افلح آئے، وہ ان کے پاس (گھر

کے اندر) آنے کی اجازت چاہتے تھے۔ ابو قعیس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں افلح کو اجازت نہیں دوں گی حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ مجھے ابو قعیس نے تو دودھ نہیں پلایا (کہ اس کا بھائی میرا محرم بن جائے) مجھے تو ان کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ابو قعیس کے بھائی افلح میرے پاس آئے تھے، وہ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے تھے، مجھے اچھا نہ لگا کہ میں انہیں اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لے لوں۔ (عروہ نے) کہا: حضرت (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اجازت دے دیا کرو۔'' عروہ نے کہا: اسی (حکم) کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں: رضاعت کی وجہ سے وہ سب رشتے حرام ٹھہرالو جنہیں تم نسب کی وجہ سے حرام ٹھہراتے ہو۔ (بخاری:4796، مسلم:1445)

خوش خلقی، نرم مزاجی سکھاتے:

نبی ﷺ کی اہلیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو زینت بخش دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی نکال دی جاتی ہے اسے بدصورت کر دیتی ہے۔ (مسند احمد:23906-23786، مسلم:2594)

برائی کرنے والوں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کی تلقین کرتے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا السام علیکم (تم پر موت

آئے) میں نے ان پر لعنت بھیجی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کیا انہوں نے جو کہا تھا آپ نے نہیں سنا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا اور تم نے نہیں سنا کہ میں نے اس کا کیا جواب دیا وعلیکم یعنی تم پر بھی وہی آئے (یعنی میں نے کوئی برا لفظ زبان سے نہیں نکالا صرف ان کی بات ان ہی پر لوٹا دی)۔

(بخاری:2935،مسلم:2165)

لوگوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بیویوں نے آپ سے پوچھا کہ سب سے پہلے ہم میں آخرت میں آپ سے کون جا کر ملے گی تو آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا۔ اب ہم نے لکڑی سے ناپنا شروع کر دیا تو سودہ رضی اللہ عنہا سب سے لمبے ہاتھ والی نکلیں۔ ہم نے بعد میں سمجھا کہ لمبے ہاتھ والی ہونے سے آپ کی مراد صدقہ زیادہ کرنے والی سے تھی۔ اور سودہ رضی اللہ عنہا ہم سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا کر ملیں، صدقہ کرنا آپ کو بہت محبوب تھا۔

(بخاری:1420،ابوداؤد:1700،نسائی2549،ترمذی:2394، مسلم:2452)

لوگوں کی غیبت سے منع فرماتے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دیا: آپ کو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں یہی کافی ہے کہ وہ ایسے ایسے ہے (اس سے ان کی مراد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا پستہ قد ہونا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا:

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا' خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔

(ابوداؤد:4875، ترمذی 2502)

سادگی، دنیا سے بے رغبتی، قناعت سکھاتے تھے۔ حیا پاکدمنی، عفت کے تقاضے بتاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر والوں کی نمازوں کی فکر فرماتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اللہ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا خزانے نازل کئے ہیں اور کتنے فتنے اتارے ہیں ان حجرہ والیوں کو کوئی بیدار کیوں نہ کرے آپ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ یہ نماز پڑھیں۔ بہت سی دنیا میں کپڑے باریک پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

(بخاری:7069-512-2024، مسلم:744-1174، ترمذی:725)

کوئی منکر گھر میں دیکھتے اس پر خاموش نہ رہتے

چنانچہ ایک مرتبہ پردہ پر تصویر دیکھی تو ناراضگی کا اظہار فرمایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہوگا، جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔ (بخاری:6109)

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

گھر میں اجنبی مرد دیکھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا:

نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ ان کے یہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا گویا کہ آپ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرے دودھ والے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا دیکھو یہ سوچ سمجھ کر کہو کون تمہارا بھائی ہے۔

(بخاری، رقم:5102، جامع الاصول، رقم:9037)

نازیبا بات سننے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے، گھر میں ایک مغیث نامی مخنث بھی تھا۔ اس مخنث (ہیجڑے) نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح عنایت فرمائی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کو دکھلاؤں گا کیونکہ وہ سامنے آتی ہے تو (مٹاپے کی وجہ سے) اس کے چار شکنیں پڑ جاتی ہیں اور جب پیچھے پھرتی ہے تو آٹھ ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے (ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا کہ یہ (مخنث) تمہارے پاس اب نہ آیا کرے۔ (بخاری رقم:5235، جامع الاصول، رقم:4956-4957)

اجنبی مرد کو دیکھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی، آپ کے پاس ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اتنے میں ابن ام مکتوم آئے، یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہو چکنے کے بعد کا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو وہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں، نہ پہچان

سکتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟ (أبوداود، رقم: 4112، جامع الاصول: 4959، ترمذی، رقم: 2779،، بخاری، رقم: 5224-6846)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے دین پھیلانے میں اور امت کی تعلیم و تربیت میں بہت اہم کردار ادا کیا، آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا جو ذخیرہ ہمارے پاس ہیں ان میں سینکڑوں حدیثیں امہات المؤمنین کی ہیں، خاص طور سے حضرت عائشہ کا شمار تو ان سات خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جن کو مکثرین (کثر سے روایت کرنے والے) کہا جاتا ہے، آپ کی حدیثوں کی تعداد 2210 بتلائی جاتی ہے، آپ حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں ہی مستقل طور سے افتا کا منصب حاصل کر چکی تھیں، حضرت عمر، حضرت عثمان اور ان کے بعد آخری زندگی تک وہ برابر فتوے دیتی رہیں (سیرت عائشہ: 248) بڑے بڑے صحابہ جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے تو آپ سے رجوع کرتے۔ (سیرت عائشہ: 249)

(2) دیگر رشتہ داروں کی بھی دینی اعتبار سے فکر فرماتے

1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہتمام سے اپنے رشتہ داروں کو ایمان کی دعوت دیتے

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جب (سورہ شعراء کی) یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری "اور اپنے نزدیک ناطے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریش کے لوگو! یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) مول لے لو (بچا لو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکنے کا) عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ عباس عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

آنے کا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ فاطمہ! بیٹا تو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آنے کا۔ (بخاری، رقم:2753، کیف عاملھم:150)

اپنے چچا ابو طالب کے ایمان کے لیے آخر وقت تک بے چین رہے۔ (بخاری، رقم:3884)

اپنے چچازاد بھائی حضرت علی کو اسلام کی دعوت دی اور وہ ایمان بھی لے آئے۔ (ترمذی:5/642)

2) آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں کے تعلق مع اللہ کی فکر فرماتے انہیں عبادات کی ترغیب دیتے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے (یہ زبیر عبدالمطلب کے بیٹے اور آنحضرت ﷺ کے چچا تھے) اور ان سے فرمایا: شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کا احرام باندھ لے۔ البتہ شرط لگا لینا اور یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے (مرض کی وجہ سے) روک لے گا۔ (بخاری، رقم:5089۔ کیف عاملھم:158)

عبادات کے طریقے بتاتے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

میں میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے یہاں ایک رات سویا تو نبی کریم ﷺ اٹھے اور آپ نے اپنی حوائج ضرورت پوری کرنے کے بعد اپنا چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ اس کے بعد آپ کھڑے

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ہو گئے اور مشکیزہ کے پاس گئے اور آپ نے اس کا منہ کھولا پھر درمیانہ وضو کیا (نہ مبالغہ کے ساتھ نہ معمولی اور ہلکے قسم کا، تین تین مرتبہ سے) کم دھویا۔ البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ میں بھی کھڑا ہوا اور آپ کے پیچھے ہی رہا کیونکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے بھی وضو کر لیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ (بخاری، رقم:6316، کیف عاملهم :153)

صلاۃ التسبیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بطورِ تحفہ وعطیہ کے سکھائی تھی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے چچا عباس! کیا میں آپ کو ایک تحفہ، ایک انعام اور ایک بھلائی یعنی ایسی دس خصلتیں نہ بتاؤں کہ اگر آپ ان پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ پہلے اور بعد کے، نئے اور پرانے، دانستہ اور نادانستہ، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب معاف فرمادے۔ وہ دس خصلتیں (باتیں) یہ ہیں کہ آپ چار رکعت نماز ادا کریں، ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور ایک سورت پڑھیں۔ جب آپ پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں (سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ) پھر رکوع کریں، (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہنے

کے بعد) رکوع ہی میں دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور (قومہ کے کلمات ادا کرنے کے بعد پھر) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس کے بعد سجدہ کریں (سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہنے کے بعد) دس مرتبہ پھر یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھیں۔ دوسرے سجدہ میں جاکر (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کہنے کے بعد) دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیں اور دس مرتبہ تسبیح پڑھیں۔ اس طرح ایک رکعت میں تسبیحات کی کل تعداد پچھتر (75) ہوگئی۔ چاروں رکعتوں میں آپ یہی عمل دہرائیں۔

اے میرے چچا! اگر آپ ہر روز ایک مرتبہ صلاۃ التسبیح پڑھ سکتے ہیں تو پڑھ لیں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھ لیں۔ اگر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکیں تو پھر ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر مہینے میں بھی نہ پڑھ سکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔ اگر سال میں بھی ایک بار نہ پڑھ سکیں تو ساری زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

(سنن ابوداود ج ۱ ص ۱۹۰ باب صلاۃ التسبیح۔ جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۰۹ باب ما جاء فی صلاۃ التسبیح۔ سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۹ باب ما جاء فی صلاۃ التسبیح۔ الترغیب والترھیب للمنذری ج ۱ ص 268، 269 الترغیب فی صلوٰۃ التسبیح)

دعا، اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے طریقے بتاتے:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے جسے میں اللہ رب العزت سے مانگتا رہوں، آپ نے فرمایا: اللہ سے عافیت مانگو، پھر کچھ دن رک کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض

کیا: مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جسے میں اللہ سے مانگتا رہوں، آپ نے فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چچا! دنیا و آخرت میں عافیت طلب کرو۔ (ترمذی، رقم: 3514، کیف عاملھم: 163)

خود بھی ان کے لیے دعائیں کرتے:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کاش تم مجھے، سیدنا قثم بن عباس اور سیدنا عبید اللہ بن عباس کو دیکھتے، جب ہم بچے کھیل رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر سوار ہمارے قریب سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے اٹھا کر مجھے پکڑا دو اور آپ نے مجھے اپنے آگے سواری پر سوار کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قثم کے متعلق فرمایا کہ اسے بھی میری طرف اٹھاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو قثم سے زیادہ عبید اللہ سے محبت تھی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سے اس بات کی جھجک محسوس نہیں کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قثم کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور عبید اللہ کو سوار نہ کیا، پھر آپ نے تین بار میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ہر دفعہ یہ دعا کی: یا اللہ! جعفر کی اولاد میں تو ان کا خلیفہ بن جا۔

(مسند احمد، رقم: 1760، کیف عاملھم: 161)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دوشنبہ کی صبح کو آپ اپنے لڑکے کے ساتھ میرے پاس آیئے تاکہ میں آپ کے حق میں ایک ایسی دعا کر دوں جس سے اللہ آپ کو اور آپ کے لڑکے کو فائدہ پہنچائے، پھر وہ صبح کو گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے تو آپ نے ہمیں ایک چادر اڑھا دی، پھر دعا کی: اے اللہ! عباس کی اور ان

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

کے لڑکے کی بخشش فرما، ایسی بخشش جو ظاہر اور باطن دونوں اعتبار سے ایسی ہو کہ کوئی گناہ نہ چھوڑے، اے اللہ! ان کی حفاظت فرما، ان کے لڑکے کے سلسلہ میں یعنی اس کے حقوق کی ادائیگی کی انہیں خوب توفیق مرحمت فرما۔ (ترمذی، رقم: 3762، کیف عاملھم: 161)

3) رشتہ داروں کو گناہوں سے بچانے کی فکر فرماتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

فضل بن عباس (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خشعم کی ایک خوبصورت عورت آئی۔ فضل اس کو دیکھنے لگے وہ بھی انہیں دیکھ رہی تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ بار بار دوسری طرف موڑ دینا چاہتے تھے۔ (بخاری، رقم: 1513، کیف عاملھم: 153)

4) تعلق مع اللہ کے ساتھ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے، اچھے اخلاق، رفاہی کاموں پر حوصلہ افزائی فرماتے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حجۃ الوداع کی تفصیلی سے روایت میں مذکور ہے:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف افاضہ فرمایا (تیزی سے بڑھے) ظہر کی نماز مکہ میں جا کر ادا کی۔ اس کے بعد آپ بنو عبد المطلب کے پاس تشریف لائے جو زمزم پر حاجیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عبد المطلب کی اولاد! خوب پانی نکالو۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ (میری سنت سمجھ کر) پانی پلانے میں تم پر غالب آنے کی کوشش کریں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر پانی نکالتا۔ (مسلم، رقم: 1218، کیف عاملھم: 164)

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

رشتہ داریاں نبھانے کی 12 سنتیں

- 2 سنتیں سیکھنے سے متعلق
- 5 سنتیں تعلقات، رشتہ داریاں خراب ہونے سے بچانے والی
- 5 سنتیں رشتہ داری نبھانے کے طریقوں سے متعلق
- چک لسٹ
- حوالہ جات

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

رشتہ داریاں نبھانے کی 12 سنتیں

❑ 2 سنتیں سیکھنے سے متعلق

سنت 1: صلہ رحمی (رشتوں کو نبھانے) کے بارے میں آگاہی حاصل کریں، اور اپنی اولادوں کو بتائیں۔(1)

سنت 2: قطع رحمی کے وبال کو اس کی سنگینی کو پہچانیں اور اپنی اولادوں کو بتائیں۔(2)

❑ 5 سنتیں تعلقات، رشتہ داریاں خراب ہونے سے بچانے والی

سنت 1: جو جیسا برتاؤ کرے اس کے ساتھ ویسا برتاؤ کرنے کے بجائے بدسلوکی قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کی کوشش کرنا یہی حقیقی صلہ رحمی ہے۔(3)

سنت 2: رشتہ داروں پر ظلم، زیادتی، ناانصافی، حق تلفی سے بچیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ حرص وہوس، خودغرضی، مفاد پرستی، تکبر، انانیت کے بجائے ایثار، تواضع وعاجزی اختیار کریں۔(4)

سنت 3: رشتہ داروں کے غلط رویوں پر جذباتی ردعمل، غصہ سے بچیں۔(5)

سنت 4: رشتہ داروں کی اگر غلطیاں کوتاہیاں سامنے آئیں تو مندرجہ ذیل 7 کام کریں:

1) بلاتحقیق بدگمانی، شک شبہ، الزام اعراض، فرضی مفروضوں سے بچیں بلکہ پہلے تحقیق کریں۔(6)

2) تحقیق میں صرف سنی سنائی باتوں پر نہ جائیں آنکھوں کی جگہ کان استعمال نہ کریں جس شخص کی غلطی ہے اسی سے یا غیر جانبدار سے تحقیق کریں۔ غلطی کرنے والے کی جگہ پر اپنے آپ کو رکھ کر دیکھیں اگر آپ ہوتے یا آپ کے اپنے ہوتے تو آپ کیا کرتے؟

3) غلطی ثابت ہوجانے کے بعد یہ بھی دیکھیں کہ تنبیہ کرنی ہے یا نہیں کیونکہ ہر غلطی قابل تنبیہ نہیں ہوتی۔

4) اگر تنبیہ ضروری ہے تو تنبیہ کرنے سے پہلے نیت کو ٹٹولیں تنبیہ سے مقصود اللہ کی رضا ہو، نفسانی جذبہ، ذاتی اغراض، انتقام لینا، ذلیل کرنے، تنگ کرنے، دبا کر رکھنا نہ ہو، قابو میں رکھنا وغیرہ۔

5) ان اوقات میں تنبیہ کرنے سے احتراز کریں:

جب آپ غصہ سے بے قابو ہوں، ذہنی انتشار کا شکار ہوں، دباؤ میں ہوں یا جس وقت مخاطب کو تنبیہ کرنا مفید نہ ہو۔

6) کس طرح تنبیہ کرنی ہے؟ اسلوب تنبیہ کیا ہو، اس کے لیے دو باتوں پر پہلے غور کریں۔

پہلی بات: غلطی کرنے والے کون ہیں؟ لاعلمی، ناواقفی کی وجہ سے غلطی کررہا ہے یا غفلت لاپرواہی کی وجہ سے غلطی کررہا ہے؟ غلطی کرنے والے کا مقام ومرتبہ، علم وعمل، احسانات قربانیاں، اختیارات کیا ہیں؟

غلطی کرنے والا نیا ہے پہلی بار غلطی کررہا ہے یا عادی ہے۔ کئی بار سمجھایا جاچکا ہے؟ سرعام غلطی کرنے والا ہے یا چھپ کر غلطی کررہا ہے؟ مسلسل پے در پے غلطی کرنے والا ہے یا طویل عرصہ کے بعد غلطی دہرانے والا ہے؟ کسی مجبوری کی وجہ سے غلطی کررہا ہے یا بغیر کسی مجبوری کے کررہا ہے؟ غلطی کرنے والا کمزور ہے جیسے عورت بچہ، بیمار

یا کمزور نہیں ہے۔غلطیوں کی تاویلیں کرنے والا ہے یا اعتراف اور تسلیم کرنے والا ہے؟ غلطی کرنے والا شرّی ہے یا شرّی نہیں ہے؟غلطی کرنے والا بہت زیادہ محسوس کرنے والا ہے، بات دل پر لینے والا ہے یا ایسا نہیں ہے؟

دوسری بات: غلطی کس قسم کی ہے؟غلطی چھوٹی ہے، قابل معافی ہے یا بڑی یا بہت بڑی ہے؟ فطری غلطی ہے یعنی غلطی کرنے والا جس طبقہ سے ہے یہ غلطی اس طبقہ کی فطرت ہے یا فطری غلطی نہیں ہے، غلطی اس ماحول میں بہت عام ہے یا عام نہیں؟غلطی مشترکہ دوفریقوں کی ہے یا غیر مشترکہ ایک فریق کی ہے؟غلطی کی بنیاد کوئی غلط نظریہ، تصور ہے یا ایسا نہیں ہے؟

ان سب کو بھی تنبیہ سے پہلے دیکھنا ہوگا۔

مثلا: جہاں غلطی پر جری ہونے کا اندیشہ ہو وہاں صرف چشم پوشی اور لاعلمی کا اظہار کریں۔بعض مرتبہ غلطی کرنے والے کو مخاطب بتائے بغیر تعریض اشارہ کنایہ کے طور پر تنبیہ کریں۔بعض اوقات غلطی کرنے والے کو براہ راست مخاطب بنا کر تنبیہ کریں۔

بعض اوقات غلطی کرنے والے کا سارا کام غلط نہیں ہوتا اس صورت میں صرف اس چیز کو غلط کہیں جو غلطی پر مشتمل ہے پوری بات یا سارے عمل کو غلط قرار نہ دیں۔

اگر غلطی کرنے والے کی غلطی کا عام لوگوں کو علم نہ ہو تو تنہائی میں تنبیہ کریں۔

جہاں کچھ غلطی کی طرف اشارہ کرکے باقی تفصیل بیان نہ کرنا مفید ہو تو خواہ مخواہ تفصیل بیان نہ کریں۔غلطی کی وجہ سے اگر کوئی شرعی حکم متاثر ہو رہا ہو یا اس کا دنیاوی نقصان ہو رہا ہو اور وہ واقف نہ ہو تو تنبیہ کے ساتھ ساتھ اس کی بھی وضاحت کریں اور بچنے کی تدابیر بھی بتادیں۔

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اگر غلطی بالکل واضح ہو تو بغیر کسی تمہید کے تنبیہ کریں۔

سنت 5: گناہوں سے بچیں اس لیے کہ گناہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ پھر باہمی اختلاف نفرتوں، عداوتوں کا عذاب مسلط کر دیتے ہیں۔(7)

❑ 5 سنتیں رشتہ داری نبھانے کے طریقوں سے متعلق

سنت 1: تمام رشتہ داروں کے لیے اچھا سوچیں، مثبت سوچیں، منفی سوچ سے بچیں، سب کا بھلا چاہیں، سب کو قابل اہمیت عزت سمجھیں، جو اپنے لیے پسند کریں وہی رشتہ داروں کے لیے بھی پسند ہو جو اپنے لیے ناپسند ہو وہ رشتہ داروں کے لیے بھی ناپسند ہو۔

جڑنے جوڑنے کا جذبہ ہو، محبت کریں محبتیں پھیلائیں۔ سینہ کو بلاوجہ کی کدورت، نفرت، حسد، کینہ، بغض سے پاک رکھیں۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑا نہ بنائیں، ظرف وسیع رکھیں۔ کسی رشتہ دار سے اختلاف ہو جائے تو انتقامی جذبہ سے بچیں۔

سنت 2: رشتہ داروں سے میل ملاقات، سلام دعا، رابطے اور تعلقات ضرور رکھیں۔ جن سے ملنا مشکل ہو دور ہونے کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے تو ان سے خط و کتابت، ٹیلیفون، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ سلام و کلام رکھیں۔(8)

بعض مواقع میں تو رشتے باقی رکھنے کے لے میل ملاقات بہت ضروری ہوتی ہے۔ جیسے بیمار رشتہ دار کی عیادت، مرحوم رشتہ دار کی تعزیت اور دیگر خوشی غمی کے موقع پر شرکت۔(9)

سنت 3: رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں:

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

1) کسی اور کے لیے نہیں کسی دنیاوی غرض کے لیے نہیں اپنے لیے اپنی آخرت کے لیے ایسے ملیں کہ رشتہ دار خوش ہو جائیں۔(10)

2) رویہ اور چہرہ کے تاثرات اچھے رکھیں، ایسے نرم طبیعت بن جائیں کہ رشتہ دار آپ سے بے تکلف گھلنا، ملنا پسند کریں۔(11) خندہ پیشانی سے ملیں۔ مسکرا کر ملیں۔(12)

3) رشتہ داروں سے ملاقات کے وقت:

- **اچھا بولیں:** لایعنی اور فضول باتوں سے بچیں، سچائی اور زبان کا پکا ہونا وعدوں کو پورا کریں۔ اپنے بول سے دوسروں کی حوصلہ افزائی تعریف کریں، ضرورتمند کی جائز سفارش کریں، اس کو تسلی دیں اور اس کے لیے دعا کریں، نرم اور خوبصورت لہجہ استعمال کریں، رشتہ داروں کو نیکی اور اچھی بات کی تلقین کریں اور برائی سے روکیں، شکوے شکایتیں، الجھنا، بحث مباحثہ، منوانا، عذر توڑنے سے بچیں، بہتان، تہمت، الزام، غیبت، چغلی، پروپیگنڈہ سے بچیں، موقع محل دیکھ کر بولیں بے موقع نہ بولیں، بے جا مذاق/ استہزانہ کریں، حقوق کے مطالبہ میں زبان کا صحیح استعمال کریں، اختلاف کے وقت مہذب زبان استعمال کرنا، غصہ، سخت الفاظ استعمال کرنے سے احتراز کریں۔
- **اچھا سنیں:** بات کو توجہ سے سنیں، دوسرے کی بات نہ کاٹیں، کسی کی برائی غیبت، چغل خوری سننے سے بچیں، سنی سنائی بات پر اعتماد نہ کریں بلکہ تحقیق کریں۔
- **اچھا دیکھیں:** دوسروں کی خوبیاں دیکھیں، دوسروں کے عیوب کے بجائے اپنے عیوب پر نگاہ رکھیں، بڑوں کو عقیدت اور چھوٹوں کو شفقت کی نگاہ سے دیکھیں، دوسروں کی نعمتوں کے بجائے اپنی نعمتوں کو دیکھیں، گنیں۔

4) جو رشتہ دار اچھے نہیں لگتے ان سے بھی اچھی طرح ملیں۔(13)

آپ سے ملتے ہوئے لوگ جو بُرا رویہ اختیار کرتے ہیں آپ اس قسم کے رویہ سے نہ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

ملیں۔(14)

5) میل ملاقات اور رشتہ داروں کی زیارت میں اعتدال رکھیں۔(15)

سنت 4: رشتہ داروں کی دنیاوی ضرورت حاجت کے وقت تعاون، اعانت اور مدد کریں یعنی قریبی رشتہ دار اگر ضرورت مند ہوں اور ان کی حاجت پوری کرنے کی قدرت ہو تو صرف ملاقات کر لینے سے صلہ رحمی کرنے والا شمار نہ ہوں گے بلکہ اپنی استعداد اور قدرت کے بقدر ان کی حاجت کو پورا کرنا ضروری ہوگا۔(16)

سنت 5: رشتہ داروں کی اخروی ضرورت، حاجت کو پورا کریں یعنی درجہ بدرجہ اپنے رشتہ داروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ یہ بھی ایک طرح سے صلہ رحمی حسن سلوک اور رشتہ داروں کے حقوق میں داخل ہے اور یہ رشتہ داروں کا روحانی حق ہے۔(17)

رشتہ داریاں نبھانے کی 12 سنتیں

گزشتہ صفحات میں رشتہ داریاں نبھانے سے متعلق جو 12 سنتیں ذکر کی گئی ہیں ان کو اپنے عمل میں لانے کے لیے ذیل میں ہر سنت کے سامنے تیس، تیس خانے ہیں۔ ایک ماہ تک روزانہ ایک خانہ کو اس طرح پُر کریں کہ اگر اس معمول پر عمل کیا ہے تو ✓ کا نشان، نہیں کیا تو × کا نشان لگادیں۔

سنت 1															
سنت 2															
سنت 3															
سنت 4															
سنت 5															
سنت 6															
سنت 7															
سنت 8															
سنت 9															
سنت 10															
سنت 11															
سنت 12															

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حوالہ جات

(1) (نساء:36)(اسراء:23-26)(ترغیب: 2522)(نحل:90)(شعب الایمان:79507) (بقرہ:215) (بقرۃ:83)(ابن حبان:449-436)(معجم کبیر:1648)(معجم أوسط: 4760)(بخاری :7-03-2297-6138)(مسند احمد:17019)(مسلم:1072-204-48-2548)(مریم:32) (مستدرک حاکم:4894)(رعد:19-21)

(2)(مجمع الزوائد،رقم: 13454)(محمد: 22-23)(معجم الکبیر،رقم: 14507) (رعد: 25) (بخاری،رقم: 5987) (مسنداحمد،رقم: 10270) (مسلم،رقم: 2555) (مسنداحمد،رقم: 7931) (مسلم،رقم:2556) (رعد:25) (ابوداود،رقم:4902)(مستدرک حاکم،رقم:8572) (بقرۃ:27)(شعب الایمان للبیھقی،رقم7590)

(3)(فیض القدیر للمناوی :5/361)(بخاری :5991)(صحیح ابن حبان:449، المعجم الکبیر:1648) (مسلم:2558،مسند احمد:6942)(مستدرک حاکم:17334-7285)(مشکوٰۃ:3384،مضاہر حق:3/391) (صحیح ابن خزیمہ:2386)

(4)(ترمذی،رقم:2376)(احسن الفتاویٰ:1/24، معارف القرآن :1/219،بقرۃ:45)(نساء:128) (الحشر:09)(مائدۃ:91)(ابوداؤد:5130،ابوداؤد،رقم:4895)

(5)(احیاء العلوم:61/3)(الاعراف:200-199)(الاسراء:53)(النساء:148)(مفہوم:قرطبی،ابن کثیر، آلوسی،ابن عطیہ،السعدی)

(6)(حجرات:12)(بخاری:5143)(بخاری:755)(بخاری:4887)(مسلم:2563)(مقدمہ مسلم:07) (اسراء: 36)(ال عمران: 65-66)(حجرات: 6)(ابوداود: 2712)(ابوداود: 4384)(جامع الاصول:6142)(جامع الاصول:3468)(مشکوٰۃ:4011)

(7)(أحسن الفتاویٰ:1/21)(بخاری:401)(انعام:65)(انعام:129)(مشکوٰۃ:3717)(معارف القرآن: 360/3)(ھود: 119)(مائدۃ: 14)(مائدۃ: 64)(جامع الاصول: 4784) (ترمذی:2414-9352)(مصنف ابن ابی شیبہ:36135-19307)

(8)(شعب الایمان:7602)(مسلم:348)(مسلم 2567،مسند احمد:22002،کویتیۃ،زیارۃ،فقرۃ:7)(مسند ابی ایعلی،رقم:4140)(فوائد تمام الرازی،رقم:1311)(مسند احمد،رقم:22064)(بخاری،رقم:6077)(مسند احمد،رقم:16257)(معجم الاوسط،رقم:8930)(مسلم،رقم:35-2565)(الترغیب والترہیب:رقم3825)

(9)(مسلم،رقم:2569)(مسلم،رقم:2568)(ترمذی،رقم:969،کویتیۃ،عیادۃ،فقرۃ:3)(ترمذی،رقم:1076)(ابن ماجہ،رقم:1601)

(10)(الطبرانی فی الصغیر واسنادہ حسن،مجمع الزوائد8/353)

(11)(ترمذی:2488،معارف الحدیث)

(12)(ترمذی:1970،مسند احمد:3/344)(ترمذی:2005)(مسند بزار،رقم:8544)(ترمذی،رقم:1956)

(13)(بخاری:6032-6131)(ابن ماجہ:4032)

(14)(دل کی دنیا:26-33)

(15)(المعجم الکبیر للطبرانی:14756)(کویتیہ،زیارۃ،فقرۃ:8)

(16)(کویتیہ،ارحام،فقرۃ:9، بخاری:3008)(بخاری:3165)(اسراء:26)(نساء:36)(بقرۃ:215)(بقرۃ: 177)(جامع الاصول: 4667)(جامع الاصول: 189)(جامع الاصول: 4559)(جامع الاصول: 4676)(جامع الاصول: 4673)(جامع الاصول: 4703)(جامع الاصول: 4673)(احیاء العلوم:1/220)(معجم کبیر للطبرانی:2343)

(17)(تحریم:6)(مستدرک حاکم:، 3826)(اعراف:142)(ابوداؤد: 3887، مسند احمد:2709)(بخاری:101)(بخاری 427)(مسلم:528)(نسائی:704)(مسند احمد:24252)(بخاری:2033)(مسلم:1173)(بخاری:4829)(مسلم:899)(مسند احمد:2398)(ابن ماجہ:4243)(ترمذی:3288)(بخاری:1150-43،مسلم:784-5)(بخاری:6465،مسلم:783)(ترمذی:802،نسائی:2912)(مسلم:2724)(بخاری:4796،مسلم:1445)(مسند احمد:23786-23906،مسلم:2594)(بخاری:2935،مسلم:2165)(بخاری:1420،ابوداؤد:1700، نسائی 2549، ترمذی:2394، مسلم:2452)(ابوداؤد:4875،ترمذی 2502)(بخاری:7069-512-2024،مسلم:744-1174، ترمذی:725)(بخاری:6109)(بخاری،رقم:5102، جامع الاصول،رقم:9037)(بخاری رقم:5235، جامع الاصول:4956-4957)(أبو داود، رقم:4112، جامع الاصول:4959، ترمذی:2779، ، بخاری، رقم:5224-6846)

یادداشت

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

{مفتی منیر احمد صاحب مدظلہ کی تالیفات ورسائل}

نمبر شمار	کتاب	نمبر شمار	کتاب
1	فہم ایمانیات	19	فہم جمعۃ المبارک
2	فہم محرم الحرام کورس	20	حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول
3	فہمِ صفر کورس	21	شادی مبارک
4	فہمِ شعبان کورس (شبِ براءت)	22	کامیاب گھرداری
5	فہمِ زکوٰۃ کورس	23	بیٹی مبارک ہو
6	فہمِ رمضان کورس	24	جذباتی رویوں سے ایسے بچیں
7	فہمِ حج وعمرہ کورس	25	سیرت کوئز لیول 1
8	فہمِ قربانی کورس	26	سیرت کوئز لیول 2
9	فہمِ دین کورس	27	حقوق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
10	فہمِ طہارت کورس	28	حدیث اور اُس کا درجہ کیسے پہچانیں
11	فہمِ نماز کورس	29	ڈپریشن، اسٹریس کے اسباب اور اُن کا حل
12	فہم حلال وحرام کورس	30	مالی معاملات اور اخلاقی تعلیمات
13	فہم مسائل حیض ونفاس	31	مالی معاملات اور شرعی تعلیمات
14	سخت بیماریوں، پریشانیوں کا یقینی علاج	32	مالی تنازعات اور ان کا حل
15	توبہ	33	فہمِ میراث
16	استخارہ	34	آسان علم النحو
17	مسنون اذکار	35	علم دین اور اس کے سیکھنے سکھانے کا صحیح طریقہ
18	فہم نکاح وطلاق	36	طبی اخلاقیات

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

مفتی منیر احمد صاحب کی مطبوعہ تالیفات ورسائل

مفتی منیر احمد صاحب نے کئی قابل قدر اور اہم موضوعات پر کورسز مرتب فرمائے ہیں۔ جن پر کئی اکابر علماء کرام نے اعتماد کا اظہار کیا ہے، یہ کورسز لوگوں میں بہت مقبول ہیں، جن سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔ ائمہ وخطباء حضرات اپنے علاقوں میں حسب موقع دینی تعلیم اور تربیت کے لیے ان قابل قدر اور مختصر کورسز کا انتخاب کرسکتے ہیں۔

Almuneer.pk AlmuneerOfficial Almuneer